

Vol. I
No. 15.



Friday
20th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	1091— 1109
Unstarred Questions and Answers	1109— 1168
Legislative Business	1167—
General Budget—Demands for Grants	1167— 1177

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

FRIDAY, 20TH MARCH, 1953

The Assembly met at Three of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Let us take up questions. Shri Buchiah.

R.T.D. BUSES AT CONGRESS SESSION

*152 (31) *Shri M. Buchiah* (Sirpur) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of R.T.D. buses kept at the disposal of the A.I.C.C. Session at Nanalnagar ?

(b) the total income earned and expenditure incurred in this behalf ?

ہوم منسٹر (شری دکمبراؤ بندو) - اے - آئی - سی - سی کی تحویل میں کوئی بس نہیں دی گئی تھی - البتہ کانگریس سیشن کے زمانے میں زائد بسیں چلانے کا انتظام کیا گیا تھا - اون زائد بسوں کی جملہ تعداد (۸۵) تھی - (بی) کا جواب یہ ہے کہ شہر کے اندر جملہ آمدنی (۸۲۳۶۰) روپے آئی - جی ہوئی اور اخراجات (۶۲۳۵۹) روپے ہوئے - یہ صرف تخمینہ ہے کیونکہ مکمل حسابات نہیں دیکھے گئے -

شری گوپی ڈی کنکار ریڈی (نرمل - عام) - اس میں جدید بسیں کتنے تھے اور پرانے کتنے تھے ؟

شری دکمبراؤ بندو - زائد بسیں (۸۵) رکھے گئے تھے - جملہ بسوں کی تعداد تو میرے پاس نہیں ہے - سکندر آباد - افضل گنج اور نام پٹی سے کانگریس نگر تک پسنجرس کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا تھا -

شری ایم پچیا - ان (۸۵) بسوں میں نئے کتنے تھے اور پرانے کتنے تھے ؟

شری دکمبراؤ بندو - یہ میں نہیں بتا سکتا -

شری جی - ہمنٹ راؤ (ملک) - کیا اس کے لئے یوجول ریش (Usual Rates) دیکھے گئے تھے ؟

شری دگمبراؤ بندو - معزلی ریش رکھیے گئے تھے - مذلا سکندر آباد سے آئے -
افضل گج سے آئے اور نام پلو سے آئے آئی - جی لئے جاتے تھے -

Mr. Speaker : Let us proceed to the next question. Shri Ch. Venkatrama Rao.

(Pause)

Mr. Speaker : The member is absent. Shri Bhagwanrao Boralkar.

(Pause)

Mr. Speaker : Absent. Shri Uddhav Rao Patil.

ARREST BY POLICE

*157 (240) *Shri Uddhav Rao Patil (Osmanabad-General)* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

Whether it is a fact that the Police of Omerga in Osmanabad district arrested five persons in the village Ekurka, Omerga taluq, for hoisting the Red Flag of Shetakari Kamgar Paksha on 26th January, 1958 ?

شری دگمبراؤ بندو - یہ صحیح نہیں ہے کہ ۲۶ جنوری کو اپنی پارٹی کا فلاگ (Flag) لگانے کے سلسلہ میں کس کو گرفتار کیا گیا - البتہ چار آدمیوں کو جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کسان کامگار پارٹی کے ممبرس ہیں تحت دفعہ (۵۰۱) ضابطہ فوجداری گرفتار کیا گیا اور اون کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا - دفعہ (۷۰۱) کے تحت کارروائی چل رہی ہے جو ابھی زیر تصفیہ ہے -

شری ادھوراؤ پٹیل - کیا یہ آنریبل منسٹر کو معلوم ہے کہ اون کا فلاگ ابھی تک ضبط ہے ؟

شری دگمبراؤ بندو - فلاگ ضبط ہونے کے بارے میں میرے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے -

شری ادھوراؤ پٹیل - کیا یہ کارروائی عمرگہ تعلقہ کے کانگریس پریسیڈنٹ کی درخواست پر کی گئی ؟

شری دگمبراؤ بندو - رپورٹ سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ فلاگ ہائسٹنک (Hoisting) کے سلسلہ میں کانگریس کمیٹی کی جانب سے چلے ایک جگہ مقرر کی گئی تھی جس پر بعد میں کسان کامگا پارٹی کے لوگوں نے قبضہ کر لیا اور وہاں پر

فلاگ لگانا۔ جب پولیس کو معلوم ہوا کہ وہاں سدبھیڑ ہو گئی ہے تو وہ وہاں پہنچی اور جمع کو منتشر کیا گیا اور ان لوگوں پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ کیا نعلقہ کانگریس کمیٹی کے ڈریسڈنٹ کی درخواست پر یہ کارروائی کی گئی ہے یا کسی اور ذریعہ سے پولیس کو اطلاع ملی تھی؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اس کا کوئی نوٹ میرے پاس نہیں کہ پولیس کو کس ذریعہ سے اطلاع ملی۔ پولیس کو کسی نہ کسی طرح سے اطلاع ملی اور وہ موقع پر پہنچ گئی۔

شری اناجی راؤ گوانے (پربھنی)۔ کیا نعلقہ کانگریس کمیٹی کی جانب سے اعلان کیا گیا تھا کہ فلاں جگہ پر جاسہ ہونے والا ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ میں نہیں جانتا کہ لوگوں کو پہلے سے اطلاع تھی یا نہیں۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ جس جگہ لوگوں کو بلایا گیا تھا وہ پبلک پلیس (Public place) تھی یا برائیوٹ (Private) جگہ تھی؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ وہ خانگی جگہ تو نہیں تھی۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ اگر ۲۶۔ جنوری کو کوئی دوسرا فلاگ لگایا جائے تو کیا اس کی ممانعت ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ ایک الگ سوال ہے کہ اگر ۲۶۔ جنوری کو کوئی دوسرا فلیگ لگایا جائے تو حکومت کیا سمجھے گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر نیشنل فلیگ کی بجائے دوسرا فلیگ لگایا جائے تو وہ نیشنل فلیگ کی انسالت (Insult) ہوگی اور اس کو ہم کبھی ٹالریٹ (Tolerate) نہیں کریں گے۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ اگر ۲۶۔ جنوری کو نیشنل فلیگ کی بجائے کسی پارٹی کا فلیگ لگایا جائے تو کیا اسے انسالت (Insult) سمجھا جائیگا؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ فلیگ کانگریس کا فلیگ نہیں ہے۔ بلکہ نیشنل فلیگ ہے۔ ہر پارٹی کو بالاعاظ سیاسی عقائد کے اس کی عزت کرنی چاہئے۔ جو سیاسی پارٹیاں ملکہ میں ہیں اوں کا کام ہے کہ اس کی عزت کریں۔

شری ادھوراؤ پٹیل۔ نیشنل فلیگ کی عزت کا سوال نہیں بلکہ یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا ۲۶۔ جنوری کو نیشنل فلیگ کے علاوہ کوئی دوسرا فلیگ لگانے کی کسی قانون کے تحت ممانعت ہے یا کیا؟

Mr. Speaker: We are going into arguments.

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ممانعت ہے۔

شری اودھو راؤ پٹیل - سر قانون کے تحت ایسی ممانعت ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے ممانعت کے بارے میں نہیں کہا البتہ اگر ۲۶ - جنوری کے روز نیشنل ٹیک کی بیٹے دوسرا ٹیک لگایا جائے تو ہم ضرور بہ سمجھنے کے کہ اسی نیشنل (Anti-National) کام کیا جا رہا ہے ۔

SABOCHA TAX

*158 (199) Shri M. Buchiah : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) The total amount collected as Sabocha tax for Hyderabad and Secunderabad Toddy shops in the four months of Azur, Dai, Bahman and Isfandar during last year and this year comparatively ?

(b) the total number of Toddy and Sendhi trees numbered during the months of Azur, Dai, Bahman and Isfandar during last year and this year comparatively for Hyderabad and Secunderabad ?

منسٹر فار اکسائز، کسٹمز اینڈ فارسٹس (شری ر نگار ریڈی)۔ جزو (الف) کا جواب یہ ہے کہ آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۱ میں (۱۱۳۰۳۲۷) اور آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۲ میں (۷۳۱۶۰۷) روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ جزو (ب) کا جواب یہ ہے کہ آذر لغایتہ سنہ ۶۱ میں درختوں کی تعداد (۱۰۹۹۳۵) تھی اور آذر لغایتہ اسفندار سنہ ۶۲ میں (۸۵۲۳۲) تعداد تھی ۔

شری ایم۔ پچا۔ درختوں کی تعداد اور سبوجہ ٹیکس کی مقدار میں گزشتہ سال کے مقابلہ میں یہ فرق کیوں ہے ؟

شری ر نگار ریڈی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عوام میں سیندھی پینے کا شوق کم ہو گیا اور لوگوں کے پاس پیسہ نہیں رہا ۔

شری ایم۔ پچا۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ اس سال بہت سے درخت بلائیں اندازی کے تراش لئے گئے ؟

شری ر نگار ریڈی۔ میرا خیال ہے اور تفتیش سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ کے مقابلہ میں اس سال بلائیں اندازی کے بہت کم درخت تراشے گئے ۔

Mr. Speaker : What is Sabocha Tax ?

شری ر نگار ریڈی۔ حیدرآباد میں جو سیندھی باہر سے لائی جاتی ہے وہ کھڑا اوس پر کچھ محصول عائد کیا جاتا ہے جسکو سبوجہ ٹیکس کہتے ہیں ۔

شری ایم . پچیا - حیدرآباد اور سکندر آباد کی دوکانوں کے لئے کتنے گھڑے سیندھی روزانہ لائی جاتی ہے ؟

Mr. Speaker : How does this question arise ? The supplementary question should arise out of the answer.

Shri M. Buchiah : My supplementary question is out of the answer only (laughter).

ACQUISITION OF LANDS

*159 (209) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) whether and if so to what extent lands have been acquired by the Government in Osmanabad and Bidar districts for the development of forests ?

(b) the names of owners of the aforesaid lands ?

(c) the amount paid to each of them ?

(Particularly)

شری رنگا ریڈی - سنہ ۵۲ ع کے پہلے سشن میں سوال نمبر (۳۳۸) کے جواب میں اسکی تفصیلات بتائی گئی ہیں - آنریبل ممبر اوس کو ملاحظہ فرمائیے -

شری جی - ہنمنت راؤ - میں ہریکیولرلی (Particularly) عثمان آباد اور بیدر کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کتنی زمین لی گئی اور وہ زمین کن کن لوگوں کے نام پر تھی - میرا خیال ہے کہ ان تفصیلات کا اوس وقت جواب نہیں دیا گیا تھا -

شری رنگا ریڈی - جس تفصیل کا حوالہ دیا گیا وہ تفصیل اوس جواب میں موجود ہے - تاہم میں بتاتا ہوں کہ وہاں (۸۰۱) ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے جسکا معاوضہ (۳-۶-۶۸۵) روپیہ دیا گیا ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - جزو (ب) کا جواب بھی چاہئے کہ کن کن لوگوں سے حاصل کی گئی تھی -

شری رنگا ریڈی - یہ تمام تفصیلات اوس تختہ میں موجود ہیں - دو آدمیوں سے یہ زمین لی گئی - ایک تو وہل چند سے

Mr. Speaker : Full answer has been supplied before.

شری جی - ہنمنت راؤ - وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب منسٹر صاحب کے پاس تفصیلات موجود ہیں تو وہ دے سکتے ہیں - اوس کے علاوہ یہ ہوتا

ہے کہ کوئیسچنس اور آنسرس (Questions and Answers) پرنٹ (Print) ہو کر ہمیں نہیں ملتے جس سے معلوم ہو سکے کہ کون سے سوال کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مسٹر اسپیکر - ٹیل پر تو رکھے جاتے ہیں -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا بھولچند گاندھی صاحب کی زمین بھی حاصل کی گئی ہے ؟

شری رنگار ریڈی - یہ سوال بھی اوس وقت ہوا تھا - بھولچند گاندھی صاحب سے نہیں بلکہ ویمل چند گاندھی جو اون کے بھتیجے یا اون کے رشتے کے بھائی ہوتے ہیں اون سے حاصل کی گئی تھی -

شری جی - ہنمنت راؤ - کس ریٹ (Rate) سے - یہ زمین حاصل کی گئی ؟

شری رنگار ریڈی - اس کا حساب آپ لگائے - (۷۴۶) ایکڑ زمین حاصل کی گئی تھی - جس کی قیمت (۱۶۲۲۲) روپے ہوئی اور قانون حصول اراضی کے تحت (۱۰) فیصدی اضافہ بھی دینا پڑتا ہے اس طرح اسکی جملہ قیمت (۱۸۶۵۰-۶۶) روپے ہوئی -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا اس زمین میں زیادہ پتھرے ہیں ؟

Mr. Speaker: This is irrelevant.

شری ادھور راؤ ٹیل - اس زمین کی فی ایکڑ مالگزار کی کیا ہے ؟ یا یہ بتلائے کہ پوری زمین کی کیا مالگزار ہے ؟

شری رنگار ریڈی - اس کی تفصیلات میرے پاس نہیں ہیں -

FOREST OFFICERS

*160 (262) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(a) whether it is a fact that forest officers are not allowing the Koyas of Lingal, Mulug taluq to take wood and grass to construct their huts ?

(b) if so, for what reasons ?

شری کے وی - رنگار ریڈی - احکام نافذ الوقت مستدرجہ کشتی نشان (۱) بھریہ محکمہ معتمدی مال ہاتھ سنہ ۱۳۰۵ ف کے لحاظ سے صرف بصورت طبعی و آتشزدگی چوبیسہ مفت دیا جاسکتا ہے - اس قسم کی کوئی شکایت سررشتہ جنگلات میں تاحال وصول نہیں ہوئی ہے - ہوسکتا ہے کہ کسی مقامی ملازم جنگلات نے ان کو یا ز موجب نکال کر احکام نافذ الوقت سے مطلع کیا ہو -

ب - احکام نافذ الوقت کے خلاف کوئی بددعاوار صحرا مفت میں دی جا سکتی ہے -

شری جی ہنمنت راؤ - کوپاز کو وہاں بسا کر جو ہٹا دیا گیا کیا یہ طغیانی سے کچھ کم ہے؟

Not answered

شری کے - ایل - نرسہوان راؤ (یلندو) - ذاتی آراضیات والوں کو بھی آپ لکڑی نہیں اپنے دیتے اسکی کیا وجہ ہے؟

شری کے - وی رنگا ریڈی - میں سمجھتا ہوں آنریبل ممبر کو غلط فہمی ہوئی ہے - ری ہیبیلیٹیشن (Rehabilitation) کے سلسلے میں سوشیل سروس کی جانب سے برابر لکڑی دیجاتی ہے - آپ نے کوپاز کے متعلق سوال کیا ہے - کوپاز کو قوم ہونے کی وجہ سے کوئی لکڑی نہیں دیجاتی - بلکہ آتشزدگی یا طغیانی کی صورت میں سررشتہ جنگلات فوری ضرورت کیلئے مفت لکڑی دیتا ہے - ری ہیبیلیٹیشن کا تعلق سوشیل سروس سے ہے وہ لکڑی سربراہ کرتا ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا لنگال کی جھونپڑیاں اس سے متعلق نہیں ہیں؟

Mr. Speaker : It is a matter of opinion.

شری کے - ایل نرسہوان راؤ - ری ہیبیلیٹیشن کے سلسلے میں دو تین سال زمینوں کو ویسا ہی رکھا جاتا ہے اور پھر وہاں سے گھاس اور چوبینہ لینے سے بھی عوام کو باز رکھا جاتا ہے - کیا یہ صحیح نہیں ہے؟

شری کے - وی رنگا ریڈی - اگر یہ زمین ان لوگوں کی ملک ہو تو انہیں چٹھیان دیا کر آزادانہ طور پر وہاں کی لکڑی اور گھاس استعمال کرنے کیلئے اجازت دیجاتی ہے - اگر زمین سرکاری ہو تو اجازت نہیں دیجاتی -

شری وی - ڈی - ڈیشپانڈے - (ابا گوڑہ) - کیا سوشیل سروس ڈپارٹمنٹ کی جانب سے فارشس ڈپارٹمنٹ سے یہ مانگ کیگئی ہے کہ کوپاز کو جنگل کا سامان دیا جائے؟

شری کے وی رنگا ریڈی - چند مقامات کیلئے ایسی سفارش کیگئی ہے - قانوناً جنگل کٹا کر نہیں دیا جاسکتا - بعض مقامات پر دیگر اغراض کیلئے جنگل قطع کرنے کی ضرورت تھی - وہاں میں نے لکڑی مفت سپلائی (Supply) کروائی ہے - اس طرح ہمارے پاس ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شاخ تراشی کیجاتی ہے تاکہ درخت بڑھ سکے - لیکن رقم نہونے کی وجہ سے سررشتہ یہ کام نہیں کرسکتا تھا - میں نے ان لوگوں کی ضروریات کو رفع کرنے کیلئے شاخ تراشی کے ذریعہ چوبینہ سپلائی کرنے کا حکم دیا ہے - اس سے انکی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں -

شری وی - ڈی - ڈیشپانڈے - کیا اس میں لنگال بھی ہے؟

شری کے وی رنگا ریڈی - جہاں تک میرا خیال ہے اس میں لنگال نہیں ہے - جہاں عادل آباد اور مرننگل کے مقامات کا خیال ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا یہ صحیح ہے کہ لنگال گاؤں کی جھونپڑیاں جلادی گئی ہیں ؟

شری کے وی رنگار ریڈی - میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ لنگال ہو یا حیدر آباد یا سکندر آباد - کسی جگہ بھی جھونپڑیاں جاتی ہیں اور اسکے لئے چوبینہ کی خواہش کی جاتی ہے تو مفت دیا جاتا ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - جھونپڑیاں جلنے کے باوجود لکڑی نہیں دیکھی ہے - میں اس لئے دریافت کر رہا ہوں -

شری کے وی رنگار ریڈی - اگر مکانات جلیں اور اسکی اطلاع دیجائے تو ایک خاص مالیت کی حد تک تعلقدار کو چوبینہ دینے کی اجازت ہے - ہمارے کنزرویٹر بھی اجازت دیتے ہیں - اس سے بڑھکر چوبینہ کی ضرورت ہو تو صدر المہام اجازت دے سکتے ہیں - جہاں کہیں ایسی اطلاع ملی ہے میں نے اجازت دی ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - احکام تو ہیں مگر وہاں عمل نہیں ہوتا کیا کریں -

شری کے وی رنگار ریڈی - یہ آپ صاحبین کی غلطی ہے - میں نے کل ہی کہا ہے کہ چوکیدار کی کافی نگرانی ہونی چاہئے - اور اگر کہیں کسی عہدہ دار نے غلطی کی ہے تو اسکی بھی کارروائی ہو سکتی ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - اگر آپ کو اسکی اطلاع دیجائے تو کیا آپ اب انتظام کریں گے ؟

شری کے وی رنگار ریڈی - بیشک - اگر واقعہ صحیح ہو اور آپ جو بیان کر رہے ہیں وہ محض آپ کی سماعی خبر نہ ہو تو اس پر ضروری کارروائی کی جائیگی -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا منسٹر صاحب کو اتنے سوالات کے باوجود بھی اس واقعہ سے متعلق تشفی نہیں ہوتی -

Mr. Speaker : No need of arguments.

شری جی - ہنمنت راؤ - آرگیمینٹس کا سوال نہیں ہے - (۲۰) جمیلز کے جھونپڑیاں جلنے کی وجہ سے انہوں نے اس کا مطالبہ کیا تھا اور تعلقدار صاحب کے پاس بھی درخواست دی تھی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا اس لئے یہ سوال کرنا پڑا -

GROW MORE FOOD CAMPAIGN.

*162 (802) *Shri Shrihari (Kinwat)*: Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

The progress of the Grow More Food Campaign in Adilshah district during the last three years ?

Minister for Agriculture and Supply (Dr. M. Chenna Reddy):
A statement is laid on the table of the House.

شری وی۔ ڈی۔ دتشیانڈے - ٹیبل پر رکھنے کا کیا طریقہ ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے آئرنبل ممبرس کو بھی اس سوال کے جواب کی ضرورت ہو۔ میں وننتی کرونگا کہ اس کا ہاؤس میں جواب دیا جائے۔

Dr. M. Chenna Reddy : I may submit that the practice in Parliament is to lay the statements on the table of the House. We observed the same procedure in our previous sessions also. You made it clear on a prior occasion that the statements so laid on the table of the House will be made available to the hon. Member who has put the question. Now, if you permit me, Sir, I do not mind reading out the statement.

Shri V. D. Deshpande : I request that it be read out.

Mr. Speaker : All right. The hon. Minister may read out the statement.

(The Statement was then read out)

GROW MORE FOOD ACHIEVEMENTS IN ADILABAD DISTRICT

No.	Item	1950-1951		1951-1952		1952-1953	
		Achievement	Extra production in tons	Achievement	Extra production cumulative for two years.	Achievement	Extra production cumulative for three years
1	2	3	4	5	6	7	8
A. Works Schemes :							
1.	Construction of new wells (Nos.)	108	330	..	330	..	330
2.	Repairs to old wells	9	14.4	..	14.4	..	14.4
3.	Supply of oil engines	17	68	15	128	6	152
4.	Supply of tractors	1	38	1	66
5.	Supply of rabats	5	10	4	18	4	26
B. Supply Schemes :							
6.	Distribution of imp. rice seed (Mds)	75	5	973	64	2159	142
7.	do Jowar seed	20	8

1100. 20th March, 1953.

Started Questions & Answers

09.	do	Wheat seed	..	5	0.15	5	0.15	5	0.15	0.15
	do	Green manure	..	16	6	52	20	276	110	110
01.	do	G. N. Cake (Tons)	..	181	65	80	15	41	20.5	20.5
11.	do	P. F. Mixture	..	88	162	76	140	65	119	119
12.	do	Other fertilizers	..	1	1.67	57	95	95
13.	do	Compost	..	778	20	2191	57	9877	243	243
C. Plant Protection Schemes :										
14.		Distribution of sulphur (Acres)	(Lbs.) 1143	400	1860	476	1239	433	433
15.		Paddy Hispad	72	4	283	17	17
D. Grow More Cotton :										
16.		Distribution of imp. Cotton seed	..	(Mds) 16026	1402 Bales	15501	1356 Bales	15430	1350 Bales	1350 Bales
		Total	1082 and 1402 Bales of cotton	..	1299 and 1356 bales of cotton	..	1771 and 1950 bales of cotton	..

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اس کی وجہ سے کل کتنا اناج زیادہ پیدا ہوا ؟
 شری ایم۔ چناریڈی - سزا صرف عادل آباد ضلع سے متعلق ہے اس لئے ہوری
 اسٹیٹ کا فنڈ میرے پاس اس وقت نہیں ہے

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا یہ صحیح ہے کہ جو ٹوکرس سبلائی کہتے
 کہتے انہیں کئی بار درست کرنا پڑا؟

شری ایم۔ چناریڈی - جو ٹرا کٹرس انڈیو بچولس کو دئے جاتے ہیں ان کے خراب
 ہونے کا انحصار اس کے استعمال اور حالات پر ہے اس کی نگرانی زمین کی حالت - آئیل
 اور ڈرائیوروں کے استعمال پر انجن کی کارکردگی منحصر ہوتی ہے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا آئرہیل منسٹر کو اس کی خبر ہے کہ پہلے سال
 جو کسی بتلائی گئی ہے وہ ٹرا کٹرس کے ٹھیک کام نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی -

شری ایم۔ چناریڈی - مجھے اس کی خبر نہیں ہے -

مسٹر اسپیکر - دوسرا سوال - شری سید حسن -

(Not present)

شری ڈی۔ راماسوامی - (ناگر کرنول) - اسپیکر - میرا ایک ان اشارڈ کوٹسچن
 ۱۹ - مارچ کے لئے تھا - لائبریری میں اس کا جواب نہیں رکھا گیا ہے -

Mr. Speaker : It will be placed.

Unstarred Questions And Answers

POLICE EXCESSES

*158 (91) *Shri Ch. Venkatrama Rao : (Karimnagar) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :*

(a) Whether it is a fact that the Police Sub-Inspector of Parkal severely beat a washerman by name Katharaju Kanakayya on 28th December 1952 ?

(b) whether any representation was made in this behalf ?

(c) If so, what action has been taken thereon ?

Shri Digamber Rao Bindu : (a) No.

(b) Yes.

(c) Enquiry revealed that the allegation was baseless.

*154 (92) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Huzurnagar police beat severely the following Kisan Sabha workers on 9-1-1953 ?

1. Turuka Ramulu.
2. Atukuri Venkulu.
3. Tirpatayya.
4. Shrimati Susheela.
5. Shrimati Lingamma.

(b) Whether it is also a fact that Gopishouri Reddy, a Congress leader, the defeated candidate of Huzurnagar and some other congress workers also took part in beating the above persons ?

(c) If so, for what reasons ?

Shri Digamber Rao Bindu : (a) No.

(b) That is not a fact.

(c) Does not arise.

CASES OF DACOITIES

*155 (93) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the number of dacoities and robberies has increased in 1952 ?

(b) If so for what reasons ?

(c) The number of cognizable cases registered in 1951 and 1952 ?

Shri D.G. Bindu : (a) Incidence of dacoities has decreased in all the districts, while robberies showed an increase only in two districts, viz., Khammam (Warangal) and Adilabad.

(b) The increase in the incidence of robberies in Adilabad district is attributed to increased terrorist activities. In Warangal South, the increase is attributed to the operation of some professional gangs, who have since been traced and brought to book.

(c) The total number of cognizable cases registered in 1951 and 1952 is as below :—

	1951	1952	Difference
1. Murders Sec. 302 to 307 .I.P.C.	918	763	—155
2. Robberies ,, 392 to 394 . ,,	817	676	—141
3. Dacoities ,, 395 to 397 . ,,	1077	524	—553
4. Theft ,, 379 to 381 . ,,	6963	6824	—139
5. House-breakings, sec. 454-457	5228	4923	—305
5. Miscellaneous sec. 147, 148 363, 48, 168, 164 I.P.C. ,,	65469	51618	—13851

CONVICTS IN JAILS

*156 (319) *Shri Bhagwanrao Boralkar* (Basmat-General) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of convicts admitted in Jails and the number of prisoners released from the State Jails during 1952 ?

(b) The number of convicts released :

- (1) Due to expiry of the sentence period.
- (2) as a result of appeals.
- (3) on payment of fines.
- (4) on giving security.
- (5) under remission rules.
- (6) on the recommendation of the Revision Board.

(c) The number of convicts who escaped ?

Shri D. G. Bindu : (a) The number of convicts admitted in Jails during 1952 is 11,558 and the number of prisoners (convicts and U/ts) released from the State Jails during the same period is 20,245 (9367 under-trials and 10876 convicts).

(b) 1—6,373 ; 2—597 ; 3 & 4—784 ; 5—1583 ; 6—188.

(c) Six.

RETRENCHMENT IN CUSTOMS DEPARTMENT

*161 (36) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Excise, Customs & Forests be pleased to state :

(a) Whether Government have retrenched any employees in the Customs Department ?

(b) Whether any further retrenchment in the above Department is under contemplation?

Shri K.V. Ranga Reddy : (a) Yes.

(b) There will be wholesale retrenchment if, as at present envisaged, export customs is abolished with effect from 1st April, 1954.

PROMOTION OF TEXTILE INSPECTOR

*163 (338) *Shri Syed Hasan* (Hyderabad City) : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that an officer holding the post of Chief, Inspector Textile was first promoted according to merits and then reverted to his original post, as a result of an appeal made by senior officer, and consequently to provide for the former officer, another senior officer was sent back to his parent department and promotion was given to Mr. Srinivasa Reddy the former officer who was reverted?

(b) If so, for what reasons?

Dr. M. Chenna Reddy : (a) Yes. But the reversion of another senior officer to his parent department was not done to provide promotion for the reverted Chief Textile Inspector, as alleged.

(b) *Shri S. Reddy*, Chief Textile Inspector, was first promoted on merits supported by the recommendations of the P.S.C. On appeal, however, by a senior officer, the P.S.C. revised its decision as a result of which *Shri Reddy* was reverted to his original post. Subsequently *Shri Reddy* obtained his promotion to the vacancy by the reversion of Mr. Narsingdas, another senior officer, to his parent department on an equivalent grade. *Shri Reddy* had worked for 1 year as Assistant Textile Commissioner and hence was found suitable for promotion.

RAPE BY POLICE

56 (20) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether the Government is aware that a police constable at Koppal committed a rape in the month of January 1953 on a lambadi woman Ganga Bai by name?

(b) Whether any representation was made to the authorities in this matter ?

(c) If so, what action has been taken against the said police constable ?

Shri D.G. Bindu : (a) It is not a fact.

(b) No. But this allegation was a "news item" in Hyderabad Bulletin dated 22nd January 1953. The D.S.P. made personal enquiries on the basis of the news item and found it baseless and incorrect.

(c) Does not arise in view of the above.

TORTURE BY POLICE

57 (21) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Shri Punnam of Bendalapadam village in Kothagudem area was severely tortured while he was under police custody in the month of January 1953 ?

(b) If so, for what reasons ?

Shri D.G. Bindu : (a) No. It is not a fact.

(b) Does not arise.

ARREST BY POLICE

58 (22) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Police of Nagireddygudem in Huzurnagar taluq arrested Shri Bhishamayya on 6-2-1953 ?

(b) Whether it is also a fact that he is kept in the Police Station even now and is being severely tortured ?

(c) If so, for what reason.

Shri D.G. Bindu : (a) Iruku Biksham alias Hanumanthayya not Bikshamayya was arrested on 7th February 1953 under section 307 I.P.C.

(b) No. This is not correct.

(c) Does not arise.

Legislative Business

Shri D.G. Bindu : Sir, I beg to introduce L.A. Bill No. VII of 1953, a Bill to provide for the release on probation of first offenders.

Mr. Speaker : The Bill is introduced.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - پائنٹ آف انفرمیشن (Point of information) جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے اور صرف خاص کا جو معاوضہ دیا جاتا ہے اس کی بابتہ کہیں ڈیمانڈ نہیں آیا ہے۔ یہ سوال ہاؤس کے سامنے اٹھایا گیا تھا کہ وہ چارج ہے یا غیر چارج ہے۔ وہ کس ڈیمانڈ میں آئیگا اس کی نسبت فیصلہ ہونا ہے۔ متعلقہ مسٹر کے ڈیمانڈس اس سے پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ کل ڈیمانڈس کا آخری دن ہے۔ ۶-۴ دن پہلے یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ لیکن اب تک اس بارے میں مطلع نہیں کیا گیا ہے۔ آخر اس کا کیا ہوگا۔

مسٹر اسپیکر - اگر اس کی نسبت ڈیمانڈ یہاں پیش ہونا ہے تو پیش ہوگا۔ اس بارے میں چیف مسٹر صاحب سے دریافت کیا ہے وہ کل جواب دے دیں گے۔

General Budget Demands for Grants

Minister for Commerce, Industries and Labour, Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 under Demand No. 19 (Mines) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 under Demand No. 19 (Mines) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 17,29,900 under Demand No. 30 (Industries) be granted to the Rajpramukh, to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 17,29,900 under Demand No. 30 (Industries) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh”.

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 under Demand No. 32 (Inspector of Factories) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 under Demand No. 32 (Inspector of Factories) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 under Demand No. 33 (Labour Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 under Demand No. 33 (Labour Department) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 2,18,800 under Demand No. 38 (Directorate of Resettlement & Employment)

be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 2,13,800 under Demand No. 38 (Directorate of Resettlement & Employment) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Sir, I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 32,30,000 under Demand No. 52 (Stationery & Printing) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 32,30,000 under Demand No. 52 (Stationery & Printing) be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh".

Mr. Speaker : We shall now take up motions for reduction of grants.

DEMAND NO. 19—RS. 1,09,000—SCIENTIFIC DEPARTMENTS.

WORKING OF MINES DEPARTMENT IN KARNATAK DISTRICT

Shri Mahdoom Mohiuddin (Huzoornagar) : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100."

1110 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

WORKING OF MINES DEPARTMENT IN TELENGANA

Shri S. Ramanatham (Hanamkonda): I beg to move:

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker: Motion moved:

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 30—RS. 17,29,900—INDUSTRIES.

PROGRESS OF COTTAGE INDUSTRIES.

Shri Pendem Vasudav (Guzwel): I beg to move:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker: Motion moved:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

FAILURE OF GOVERNMENT IN PROTECTING THE NIRMAL INDUSTRIES.

Shri Gopidi Ganga Reddy: I beg to move:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker: Motion moved:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Mahdloom Mohiuddin: I beg to move:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker: Motion moved:

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

INDUSTRIAL PROBLEMS IN TELENGANA.

Shri S. Ramanatham : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

TEXTILE INDUSTRY IN MARATHWADA.

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

FUNCTIONING OF STATE-OWNED INDUSTRIES.

Shri Syed Akhtar Hussain (Jangaon) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100”.

GOVT.'S FAILURE TO HAVE EFFECTIVE CHECK ON INDUSTRIES.

Shri K. Ananth Reddy (Balkonda) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

1112 20th March, 1953. General Budget - Demands for Grants

GOVERNMENT'S INDUSTRIAL POLICY.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

PROGRESS OF INDUSTRIAL DEVELOPMENT.

Shri Uddhav Rao Patil : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

VARIED INDUSTRIAL POLICY OF GOVERNMENT IN RESPECT
OF MAJOR INDUSTRIES AND COTTAGE INDUSTRIES

Shri K.R. Veeraswamy (Kalwakurti Reserved) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 38—RS. 5,76,900 LABOUR DEPARTMENT
IMPLEMENTATION OF SHOPS AND ESTABLISHMENTS ACT

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

WAGES OF AGRICULTURAL LABOURERS.

Shri V.D. Deshpande : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

CONDITION OF TANNERY AND TEXTILE WORKERS.

Shri S. Ramanatham : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

GOVERNMENT'S ATTITUDE TOWARDS TRADE UNIONS

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

RETRENCHMENT OF INDUSTRIAL WORKERS.

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF LABOUR DEPARTMENT.

Shri Annaji Rao Gavane : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 33 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 38—RS. 2,13,800 DIRECTORATE OF RE-
SETTLEMENT AND EMPLOYMENT AND FURTHER EDUCATION

GROWING UNEMPLOYMENT IN NIRMAL TALUQ

Shri Gopidi Gangareddy : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOY-
MENT

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved.

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 52—RS. 82,30,000—STATIONERY AND PRINTING
DEPARTMENT

INEFFICIENCY IN STATIONERY AND PRINTING DEPART-
MENT

Shri V. D. Deshpande : I beg to move.

“That the grant under Demand No. 52 be reduced by Rs. 100.”

— Mr. Speaker : Motion moved:

“ That the grant under Demand No. 52 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : We will now take up general discussion.

శ్రీ రామనాథం,

మిస్టర్ స్పీకర్, సర్ తెలంగాణ ప్రాంతములో కార్మికుల పరిస్థితి చాలా దీనంగా ఉంది.....

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : I request the Member to speak in Hindi so that I may be able to understand his speech. I think he can speak in English as well.

Shri Ramanadhan : The speech is not after all meant for the Minister alone.

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : If he can speak in Urdu ; I do not mind. I believe the motions for reduction are meant more for me than for others.

శ్రీ. ఆస్ రామనాథం:—మిస్టర్ స్పీకర్ సర్, తెలంగాణా కే మజదూరీ కి హాలత్ బహుత్ ఖరబ్ హై । తెలంగాణా గవర్నమెంట్ పర్ వాజే హై కి ఆక బహుత్ బేకవర్డ్ (Backward) విలాఖా రహా హై, జహాం పర్ ఆమ్ మజదూరీ కి హాలత్ బహుత్ గిరి హుజీ హై । బహుత్ వర్షో సే జో ఖీ ఇండస్ట్రీజ్ (Industries) యహాం పర్ కాయమ్ హుజీ హై అనుమే కమ్ తనఖ్వాహ్ పర్ మజదూరీ కి ఇస్తేమాల్ కర్ కే లూటనే కి ఆర్ ఇస్ తరహ్ సే అపనా ఫాయదా జ్వాదా సే జ్వాదా కర్వా లెనే కి కొశిష్ అబ్ తక్ హోతీ ఆజీ హై । ఖాసకర్ జంగ్ కే జమానే మే య్ లూట్లసోట్ బహుత్ హుజీ । లెకిన్ జంగ్ కే బాద్ పూరే ముల్క్ మే ఇండస్ట్రీయల్ క్రైసిస్ (Industrial Crisis) శుర్క హో గయా హై । ఇస్ జమానే మే ఇండస్ట్రీజ్ కి బలాయే మే ఇండస్ట్రీయెలిస్ట్ ఆర్ గవర్నమెంట్ నే జో రవీయా ఆస్తియార్ కియా హై బహుత్ మజదూరీ కే విస్కుల్ ఖిలాఫ్ పఠ్ రహా హై । ఖో తో భాననా హీ చాహ్వియే కి ఇండస్ట్రీజ్ విస్కుల్ కమ్ ఫావదే పర్ బల రహీ హై । బహుత్ మేరే ఖియాక్ సే గవర్నమెంట్ కి నాజ్ హలీ తో మే నహీ కరూగా, లెకిన్ బవజియాఖామీ కి వజహ్ సే హో రహా హై ఆస్మా మే సమ్మతతా హుం । ఇస్కా సిఫ్ హేదరాబాద్ కి హుక్మత్ కి పొలిసీ సే తాల్లూక్ నహీ హై బలిక్ పూరే హిందూస్తాన్ మే జో ఇండస్ట్రీయల్ పొలిసీ హై బుస్కీ వజహ్ సే యహాం కే మజదూరీ పర్ బహుత్ బార పఠ్ రహా హై ఆర్ వే కాఫీ నుకసాన్ మే హై । తెలంగాణా మే కోల్ మైన్స్ (Coal Mines) ఆక బహుత్ బడీ ఇండస్ట్రీ హై జో దక్షిణ్ భారత్ మే దురరే కార్ఖానో కి బకామ్ మే బడీ హిస్సా రఖతీ హై । ఇస్ ఇండస్ట్రీ కే మజదూరీ కి బకామ్ కే లియే జో కుల్ గవర్నమెంట్ కర్ రహీ హై బహుత్ సిఫ్ నాకాఫీ హీ హై బలిక్ మజదూరీ కి కాఫీ నుకసాన్ పఠ్చావనాల్సీ హై । యహాం పొలిసీ టెక్స్టైల్ ఇండస్ట్రీ (Textile Industry) మే ఆర్ కేన్ ఇండస్ట్రీ (Cane Industry) మే జాహీర్ హై తెలంగాణా మే యే తీన్ చార్ ఇండస్ట్రీజ్ హై జో అహ్మియత్ రఖతీ హై, ఆర్ ఇసీ లియే తెలంగాణా కే మజదూర్ ఆర్ ఆమ్ తవకాత్ అపనీ ఇండస్ట్రీ మే ఫాయదా కమానే కే లియే పొలిసీ తయార్ కరతే ఖా రహే హై । గవర్నమెంట్ కి నాకామీ కి వజహ్ సే అపనీ

जरूरियात को पूरा करने के लिये वहां के डिडस्ट्रिब्यूलिस्टस् और मजदूर अिम बात में मुत्तफिक हैं कि अूनको रहने के लिये मकान नहीं मिले। आजकल अूनकी हालत बेहतर बनाने के लिये कुछ न कुछ काम किया जा सकता है, मगर गव्हर्नमेंट अूसपर कुछ भी अमल नहीं कर रही है। वरंगल टेक्स्टाबील मिल में तकरीबन ४ हजार से ज्यादा मजदूर काम करते हैं, लेकिन वहां पर भी जो हालत है अूसकी वजह से मजदूरों का काफी नुकसान हो रहा है। जंग के जमाने में मिल के मालिकों ने और गव्हर्नमेंटने चूकि गव्हर्नमेंट का अूसमें बहुत सा हिस्सा है, ज्यादा फायदा हांमिल किया है। अूसीसे अब मिल बढ़ाने की कोशिश की जा रही है, और अूसके साथ साथ मजदूरों पर वर्क लोड (Work Load) बढ़ाने की भी कोशिश की जा रही है। अिससे पहले जहा मजदूर दो लूम (Looms) चलाते थे वहां अब चार लूम चलाये जाने की कोशिश की जा रही है। चूकि यह अंक टेकनिकल डिपार्टमेंट (Technical Department) है, और अिसके बारे में मैं ज्यादा नहीं जानता, अिस लिये अूसके डीटेल्स (Details) में न जाते हुअे मैं सिर्फ अितना ही कहूंगा कि गव्हर्नमेंट और डिडस्ट्रिब्यूलिस्टस् दोनों मिलकर मजदूरों पर वर्क लोड (Work Load) बढ़ाने की नापाक कोशिश कर रहे हैं। अिससे मजदूरों को बहुत नुकसान पहुंच रहा है। गुजिश्ता साल मजदूरों ने तीन महीने का बोनस (Bonus) मांगा, मगर वह नहीं दिया गया। सिर्फ डेड महीने का बोनस दिया गया। अिस पर मजदूरों ने स्ट्राइक (Strike) की नोटीम दी। अिसके बारे में जब बैलट (Ballot) लिया गया तो ७० फीसद मजदूरों ने स्ट्राइक के मुवाफिक वोट दिये हैं, लेकिन अब तक गव्हर्नमेंट ने अिसके बारे में कुछ नहीं किया है।

अिसी तरह से केनिंग डिडस्ट्री जो वरंगल में बहुत बडी डिडस्ट्री है, गये दस साल में काफी गिर गयी है। वहां तकरीबन ३० केनिंग डिडस्ट्रीज थीं लेकिन अब सिर्फ सात या आठ ही चल रही हैं। अिस प्रकार तकरीबन अंक हजार मजदूर बेकार हो गये हैं, और अूनकी हालत बहुत खराब है, अूनको खानेपीने को तक नहीं मिल रहा है। अिसके चार पांच साल पहले जब यह हुकूमत यहां नहीं आयी थी, अंक स्कीम निकाली गयी थी कि अिस केनिंग डिडस्ट्री को हुकूमत के पैसे से आगे बढ़ाने की कोशिश की जाय। लेकिन वह स्कीम अब तक आगे नहीं बढ़ायी गयी, और गव्हर्नमेंट ने अिसमें अब तक कुछ भी नहीं किया है। अिस वजह से मजदूरों की हालत खराब होते जा रही है, और अूनमें बेचैनी पैदा हो रही है। दूसरी बात यह है कि अब अेप्रेल के बाद से डीमॉनिटाइजेशन स्कीम (Demonetisation Scheme) लागूवाली है। अूससे मजदूरों की आमदनी में काफी कमी होनेवाली है। सठ रुपये पानेवाले मजदूर को कम से कम दस रुपये कम मिलेंगे। अिससे भी आम बेचैनी फैलती जा रही है।

1116/53

असक्ति में मैं अितना ही कहना चाहता हू कि गव्हर्नमेंट को चाहिये कि वह वर्क लोड बढ़ाने की स्कीम को फौरन अंद करने की कोशिश करे, टेक्स्टाबील के मजदूरों को तीन महीने का बोनस दिया जा सिवाय अूसके, और मशीन के मजदूरों के लिये अल्प से अल्प मरदाना व नुनधाने का अित्यास करे। अिसके अलावा गव्हर्नमेंट और कंटेरी अंजी मुझे आशा है।

श्री K. R. Venkayya: Mr. Speaker Sir, I have moved my out motion to discuss the varied industrial policy of the

Government with regard to major industries and cottage industries in the State. At the very outset, I wish to say that the industrial policy pursued by the Government of Hyderabad has been of very little help to our State industries. Why I am saying this is because the local industries are being alienated and given to foreign interests. It has been said that it has been the political tactics of the Members of the Opposition to say that our industries are being alienated and given to foreign countries, but I want to prove by figures and facts that we are not selling our industries to Birlas but to the foreign industrialists, because Birlas are the junior partners of the British, and the Americans. It will be of great interest for the hon. Members to know that the famous Birlas Ball-Bearing Co. is not purely a Birla concern and Mr. Hoffman a Britisher has got 43% shares in the concern, and as such gets 43% of the profits of the concern. So, it does not sound correct to say that we are selling our industries only to our own industrialists and are trying to improve those industries. I shall here read out for the information of the hon. Members a joint announcement made after the Commonwealth Ministers conference held at London, which will be of interest. This clearly portrays how our industries are being captured by foreigners—not by Birlas or Dalmias but by foreign industrialists and how quietly and silently the British and American capital is flowing into our country. The policy enunciated by the Commonwealth Ministers at the London Conference is :

“ 1. Throughout the Commonwealth there is wide scope for world needs food and agricultural products, mineral and engineering products and improving the means for transferring them.

2. The United Kingdom is the traditional source of external capital for Commonwealth investment and has special responsibilities in the colonial territories. The United Kingdom Government are determined that the flow of capital from London for sound development throughout the Commonwealth shall be maintained and increased.

3. The Conference welcomed the proposal by a group of important financial, industrial and commercial concerns in the United Kingdom to form a company to further development in other countries of the Commonwealth and the Colonial Empire.

4. The International Bank will be moved to make sterling available for lending by the Bank for projects designed to improve the sterling area's balance of payment.

5. There was general recognition at the conference of the value of existing preferences.

It is further agreed that all Sterling area Governments should strive to attain this by reducing such obstacles as controls over the movement of capital across the exchanges.

6. There was general recognition at the conference of the value of existing preference.

7. The aims of their co-operation are entirely consistent with their close ties with the U. S. A. and the Members of the organization for European Economic Co-operation." This is the policy of the British Industrialists with regard to the penetration of their capital into India, and specially into other Commonwealth countries. I would here like to quote some figures which vividly prove how the foreign industrialists in collaboration with our industrialists are capturing our industries and quietly gaining control of the finances of the country and ultimately political power in India. In 1948 the number of British projects in India was 12 and the investment Rs. 2.8 crores; in 1949 the number of projects was 27 and investment Rs. 1.5 crores; in 1950 the number of projects was 14 and investment Rs. 1.16 crores; in 1951 the number of projects was 16 investments Rs. 28.18 crores. Thus the total number of British projects up to June 1952 was 69 and the amount of investments was Rs. 38.70 crores. The figures for American capital invested are: in 1949 the number of projects was 8 and the investment was Rs. 0.05 crores; in 1948, of course, the American capital did not invest anything in India; in 1950 the number of projects was 4 and the investment was 0.01 crores; in 1951 there were 5 projects and the investment, was Rs. 17.01 crores; in 1952 up to June there was 1 project and the investment was Rs. 2 crores. The total number of the American projects, thus, in India are 18 and the investment was Rs. 19.07 crores. This is how foreign capital is penetrating into our country. It does not redound to our credit or sound good to say, that we are selling our Industries, especially those in our State, to Birlas. Birla has got with the British Industrialists a contract to alienate our Industries and to share the profits between the two. Therefore, if the Birlas take over our Hyderabad Industries, it is not our people who are going to be profited, but it is the foreign investors. The policy of the Government has been to alienate our industries and allow the foreign capital to control our industries.

Regarding the cottage industries, what has been the policy of the Hyderabad Government? As a member of the Cottage Industries Board, I know something about the development of cottage industries in the State. As we know the U. P. Government is spending about 70 lakhs of rupees and the Madras Government is spending about 50 lakhs of rupees and but what is the investment of our Government on cottage industries? It is not spending more than Rs. 10 lakhs, and out of this sum of Rs. 10 lakhs more than Rs. 6 lakhs are spent on establishment and other charges. With the remaining Rs. 4 lakhs can you expect any development of cottage industries? Certainly not. Cottage industries are intended to reduce unemployment in the country, but how are we going to reduce unemployment in the country with such a small amount of investment in cottage industries? Merely shouting slogans and taking the name of Mahatma Gandhi and Cottage Industries is not going to solve the cottage industries problem. At the last executive committee meeting of the Cottage Industries, the hon. the Commerce Minister stated that the Government were going to give more money for the development of cottage industries and that they were going to establish a separate Directorate for cottage industries, or, if not a separate Director at least a Joint Director for Cottage Industries. But nothing has happened till now; neither a Joint Director nor a separate Director has been established for the development of cottage industries. Neither the Government has been patronizing the cottage industries nor does it help in purchasing the cottage industries products. At this rate, I think that our cottage industries cannot be developed.

Coming to the investments made in our industries, I would like to take the cases of Taj Clay Works, Ajanta Fabrics and the Hyderabad Tanneries, etc. Many lakhs have been invested in these concerns, but we know that today we cannot salvage even a few lakhs from such concerns. Lot of money is being liquidated in these concerns and we cannot get any returns from them. What is the use of our investing huge amounts of money in these concerns? For instance, take the case of the Hyderabad Tanneries. This concern has been a big scandal in Hyderabad. We have spent more than six lakhs of rupees on the Hyderabad Tanneries, but till now this concern had not been established; it is still in the process of establishment. We are exporting about Rs. 8 crores worth of hides and skins to other parts of India and even to foreign countries. If only the Hyderabad Tanneries had been established on a firm basis, on a scientific basis, we would have manufactured all the lea-

ther goods necessities of our State and we would not have had the necessity of getting these goods from Kanpur, Madras and other parts of India. When this is the state of our industries, I wonder how long the public of Hyderabad are going to keep quiet about the huge amounts spent on these industries and when some of them are in the process of liquidation.

If the Government finds that the private capitalists and industrialists are not in a position to run these concerns, why should they not nationalise them. We have got a market, we have got labour force, and we have got equipment, and why should the Government fight shy of taking over the concerns and running them? The industrialists everytime go on demanding more money through loans from Government but what are the returns? They are practically zero. The industrialists go on swallowing public money and Government funds and retrenching the employees. On one side they talk of financial stringency and get more money, and on the other they retrench the labour and create unemployment. I would like to ask why are we establishing these industries? It is in order to reduce the pressure of population on land and to see that the surplus labour is taken over by the industries and at the same time to develop the pace of progress of our industries. But our present Industrial policy has been not only to help private Industrialist but allow him to eat away more money out of public funds and ultimately reduce the common man to object poverty. The Government owes a duty to inform us as to how it is going to develop the industrial progress in Hyderabad State. If the Government pursues its present policy, especially of alienating our industries to foreign industrialists, our small-scale industries and ordinary cottage industries will be hard hit and be ruined, and the Government cannot but be answerable to the charges of the public that the Government instead of developing the industries is ruining them in the State.

شری کے - اننت ریڈی - مسٹر اسپیکر سر - آئریبل منسٹر اور یہ ہاؤس مجھ سے
 اتفاق کریں گے اگر میں یہ کہوں کہ جن انڈسٹریز میں حکومت کے سچے شریوں
 (Major Shares) ہیں وہ انڈسٹریز آج روٹن (Ruin) اور بھئی
 ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت اور پرائیویٹ براہویوں کا رکھ رہی ہے -
 بیڑے گڑبڑ دھند بھی جگ کے متزل گنگن کے دوران ہی یہ کہا تھا اب بھی
 کہتا ہوں کہ حیدرآباد کی خواہم انڈسٹریز میں آئی ہو یہ حکومت کا کٹر اور
 الہ رہا ہے - حکومت دنیا کو دکھانے کے لیے لاکھ لاکھ روپے خرچ کر رہی ہے
 (Industrial Truce) ہے لکھ لاکھ روپے ہیں کہ ان ہزاروں روپے

تخفیف اور ریٹرنچمنٹ (Retrenchment) لاک آؤٹس (Lockouts) اور ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ انڈسٹریل ٹروس کے بہانے حکومت یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے کہ مزدوروں کے ساتھ مینجمنٹ (Management) اور انڈسٹریالیسٹ (Industrialist) کے تعلقات اچھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا مینجمنٹ انڈسٹریز میں تخفیف کرتی جا رہی ہے اور حکومت خاموش ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم مینجمنٹ کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ ریٹرنچمنٹ کو روکے۔ پوسوں ہی آلوین میٹل ورکس میں ریٹرنچمنٹ کے بارے میں یہاں سوال اٹھایا گیا۔ ایک آئریبل ممبر کی جانب سے اس جانب توجہ دلائی گئی تھی اور اس پر شد و مد سے نکتہ چینی بھی کی گئی تھی۔ لیکن آئریبل منسٹر خاموش بیٹھے رہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حکومت مینجمنٹ کو اس سلسلہ میں مجبور نہیں کر سکتی۔ حالانکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز (Board of Directors) کے جو چیرمن (Chairman) ہیں وہ حکومت کے ایک ذمہ دار رکن ہے۔

میں آگے چل کر انڈسٹریز (Industries) اور لیبر (Labour) کے تعلق سے کچھ باتوں پر روشنی ڈالوں گا۔ اس سے قبل میں چند انڈسٹریز کے تعلق سے کچھ کہوں گا۔ میں اب شوگر کین کی قیمت میں کمی کے بارے میں آئریبل منسٹر کے سامنے ایک چیز رکھنا چاہتا ہوں۔ جس وقت آئریبل منسٹر فار فنانس شوگر فیکٹری تشریف لائے تھے۔ اس وقت اون کے سامنے ایک میمورنڈم (Memorandum) کسانوں کی جانب سے پیش کیا گیا تھا جس میں نیشکر کی قیمت میں اضافہ کے بارے میں توجہ دلائی گئی تھی۔ اس سال نیشکر کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے سے گھٹ کر ایک روپیہ پانچ آنے کر دی گئی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ نے یہ قیمت مقرر کی ہے ہم اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ میں آئریبل منسٹر کی توجہ سنٹرل گورنمنٹ کے آئریبل منسٹر رفیع احمد قدوائی کے حال ہی کے ایک بیان کی طرف مبذول کروانہ چاہتا ہوں جو انہوں نے ایک شارٹ نوٹس کوٹیشن (Short Notice Question) کے دوران میں دیا تھا کہ حکومت نے کوئی سیلنگ پرائز (Ceiling Prices) مقرر نہیں کی ہیں۔ بلکہ حکومت نے ایک مینیم پرائز (Minimum Price) مقرر کی ہے۔ اسٹیٹ گورنمنٹس اور انڈسٹریل کنسرنس (Industrial Concerns) کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اپنے آلات کے لحاظ سے قیمتوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر میسور مانڈی شوگر فیکٹری نے اپنے پاس کی قیمت میں چار آنے کا اضافہ کیا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب یہاں کی شوگر فیکٹری کے اوٹ پٹ (Out-put) میں سال بہ سال اضافہ ہو رہا جیسا کہ انڈسٹریٹو رپورٹ (Administrative Report) میں کہا گیا ہے کہ اس سال (۲۰۰) فی صد کا اضافہ ہوا ہے اور منافع بھی سال بہ سال بڑھ رہا ہے تو پھر وہاں کے مینجمنٹ کو من مانی قیمت مقرر کرنے کے لئے کیوں چھوڑ دیا جا رہا ہے؟ حال میں انفارمیشن لیورو (Information Bureau) کی جانب سے

جو بلیٹن (Bulletin) نکالا گیا اوس میں اس چیز کا حوالا دیا گیا تھا کہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس سال گزشتہ سال کے مقابلہ میں جوس (Juice) نکالنے کے ریٹو (Ratio) میں دو پرسنٹ کا اضافہ ہو گیا ہے اور اس کا تناسب میسور ماڈ شوگر فیکٹری کے برابر آ رہا ہے۔ ان تمام چیزوں کو تسلیم کرتے ہوئے بھی حکومت کا فیکٹری کے کاموں میں مداخلت نہ کرنا اور اس کو وہی قیمتیں برقرار رکھنے کے لئے کھلا چھوڑ دینا نا مناسب ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں حکومت کی کوئی دانشندانہ پالیسی ہو سکتی ہے۔ ایک طرف تو قیمتیں ڈس پوروشنیٹ (Disproportionate) رکھی جاتی ہیں اور دوسری طرف لائہوں کا منافع فیکٹری کو ہو رہا ہے۔ وہاں کا کاسٹ آف پروڈکشن (Cost of production) بڑھ رہا ہے۔ اگر اسی طرح ڈس پوروشنیٹ (Disproportionate) قیمتیں برقرار رکھی جائیں تو مجھے ڈر ہے کہ دو سال کے اندر ہی شوگر فیکٹری کو بند کرنا پڑیگا۔ اعداد و شمار سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے جہاں (۲۵) ہزار ایکڑ پر نیشکر کی کاشت ہوتی تھی وہاں اب گھٹ کر (۲۰) ہزار ایکڑ پر ہو رہی ہے۔ گویا پانچ ہزار ایکڑ کا رقبہ کاشت گھٹ گیا ہے۔ اس کی طرف حکومت کو توجہ دینا ضروری ہے۔ ایک طرف تو شوگر کین (Sugarcane) کا کاسٹ آف پروڈکشن (Cost of production) اسی طرح علی حالہ برقرار رہے بلکہ کچھ بڑھ گیا ہے۔ مزدوروں کے ویجس (Wages) وہی ہیں جو پہلے تھے۔ کھلی اور میانوں (Manure) وغیرہ جو دیا جاتا ہے اوس کی کاسٹ (Cost) بھی وہی ہے لیکن دوسری طرف قیمت میں کمی کر دی گئی ہے۔ اگر اس طرح اس کی قیمت میں کمی کر دی جائے تو اس کا اثر فیکٹری پر بڑیگا۔ میں خاص طور پر آئریل منسٹری کی توجہ اس جانب مبذول کروانگا کہ وہ قیمت کے بارے میں غور کریں۔ انہوں نے خود بھی وعدہ فرمایا تھا کہ اسٹیسٹسکس (Statistics) منگوا کر اور مینجمنٹ سے گفتگو کر کے معاملہ کو رفع دفع کریں گے۔ لیکن تین چار مہینے گزر گئے اور کرشنگ سیزن (Crushing Season) بھی تقریباً ختم ہو رہا ہے لیکن اب تک کوئی نوجہ نہیں ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ آئریل منسٹری کا جواب دینگے کہ کیوں اب تک اس جانب قدم نہیں اٹھایا گیا اور وہ آئندہ کون سا قدم اٹھانے والے ہیں۔

(Mr. Deputy Speaker in the Chair).

میں براہم کے متعلق مجھے عرض کرتا ہے کہ حکومت مزدوروں کے مسائل سے جو توجہ دیتی رہی ہے وہی ہمیشہ مزدوروں کے مسائل کو ایڈواڈ (Advade) کرتی رہی جہاں کہیں کوئی صنعتی جھگڑا پیدا ہوتا ہے اوس سے بچنے کے لئے ایک آڈنٹل حکومت کے پاس ہے وہ جو انڈسٹریل ٹرائیبنل (Industrial Tribunal) کہیں انڈسٹریل ٹرائیبنل کے فیصلہ کا کیا اثر ہوتا ہے وہ اس کا فیصلہ ہے جب مزدور سبوں کو

لڑائی کے بعد اور ہزاروں روپے برباد کرنے کے بعد انڈسٹریل ٹرائیونل سے اپنے حق میں فیصلہ ہائے ہیں اور اوس کو لیکر مینجمنٹ کے پاس جاتے ہیں نو مینجمنٹ صاف طور پر کہہ دیتی ہے کہ وہ اس فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میرے پاس ایسے کئی کسٹس (Cases) ہیں کہ ٹرائیونل میں مینجمنٹ کے خلاف فیصلے ہوئے۔ وہاں سے اوارڈ (Award) حاصل کیا گیا لیکن مینجمنٹ نے اوس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ کیا حکومت اس فیصلے کو منگوا کر مینجمنٹ کو اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی؟ برابر اس کا عمل کرا سکتی ہے۔ لیکن ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مزدوروں کی بھلائی کر کے گورنمنٹ کیا حاصل کرے گی۔ گورنمنٹ کا فائدہ نو انڈسٹریلیشنس کا ساتھ دینے میں ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ مزدوروں کے تعلق سے حکومت کی جو پالیسی ہے وہ غیر ہمدردانہ ہے۔ جب تک حکومت اپنی اس پالیسی کو تبدیل نہیں کریگی اوس وقت تک میں سمجھا ہوں کہ مزدوروں کے مسائل جو کے نوں رہینگے اور دن بہ دن مشکلات میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

ابک اور چیز جو میں آنریبل منسٹر کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ ریگے کمیشن کی سفارشات کے بارے میں ہے۔ مجھے آنریبل منسٹر جواب دیں کہ حکومت کے محکمہ جات میں اور سیمی گورنمنٹ ڈپارٹمنٹس (Semi Government Department) میں ریگے کمیشن کی سفارشات پر کیوں عمل نہیں کیا جا رہا ہے؟ میونسپالٹی کے جو سوپرس (Sweepers) اور مزدور ہیں اون کو وہی تنخواہ دی جا رہی ہے جو پہلے دی جاتی تھی۔ حالانکہ ریگے کمیشن کی سفارشات کی بناء پر انہیں بھی وہی تنخواہ ملنی چاہئے جو فیکٹریز اور انڈسٹریز کے مزدوروں کو ملتی ہے۔ ورنہ گل کے مزدوروں نے انڈسٹریل کورٹ سے یہ اوارڈ (Award) لایا کہ انکو بھی وہی ہے (Pay) اور ویجس (Wages) ملنے چاہئیں جو فیکٹری کے مزدوروں کو ملتے ہیں لیکن آج تک حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا۔ جب حکومت اپنے محکمہ جات اور سیمی گورنمنٹ ڈپارٹمنٹس (Semi Government Departments) میں انڈسٹریل کورٹ کے اوارڈ پر عمل نہیں کرا سکتی تو فیکٹریز کے مینجمنٹ اور کرتا دھرتاؤں کو وہ کس طرح مجبور کر سکتی ہے؟ میں آج آنریبل منسٹر کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں اور یہ جواب طلب کرتا ہوں کہ کیوں انڈسٹریل اوارڈ کو اہلیمنٹ (Implement) نہیں کیا جاتا؟ کیوں صنعتی جھگڑوں اور دوسرے جھگڑوں کو انڈسٹریل ٹرائیونل کے حوالہ کیا جاتا ہے؟

اسی طرح الیکٹریسیٹی ڈپارٹمنٹ (Electricity Department) کے متعلق بھی میرے پاس شکایت آئی ہے۔ وہاں پانچ سو لیپرس ڈیلی ویجس (Daily Wages) پر کئی سالوں سے کام کر رہے تھے اون کو پرمینٹ (Permanent) کرنے کے لئے انڈسٹریل ٹرائیونل نے اوارڈ دیا۔ لیکن اب تک اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ مجھے نہیں معلوم کیوں حکومت اس معاملہ میں خاموش ہے۔ حکومت نے خود ٹرائیونل

का हवालہ دیا گیا لیکن جب ٹرایبونل نے اپنا فیصلہ دیا تو حکومت اس پر عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ حکومت نے ایک جنٹلمنس ورڈ (Gentlemen's word) کہا تھا لیکن وہ اس کو برقرار نہ رکھ سکی۔

میں ایک اور چیز آنریبل منسٹر کی توجہ میں لا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ وہ ہے اسپلایمنٹ ایکسچینج (Employment Exchange) کا مسئلہ۔ جو رپورٹ ہم کو ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپلایمنٹ ایکسچینج میں کوئی (۳۳) ہزار آدمیوں نے اپنے نام درج رجسٹر کرائے ہیں۔ لیکن ان کے منجملہ صرف دو یا تین ہزار لوگوں کو ایزارب (Absorb) کیا جاسکا۔ بیروزگاری کا مسئلہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اور اگر اسکو نہ روکا جائے تو یہ ایک نہ ایک دن ہمارے پورے سماج کو تتر بتر کر دیگا ڈپارٹمنٹ میں آئے دن تخفیف ہوتی جا رہی ہے۔ فورس (Forces) سے تخفیف شدہ لوگوں کی تعداد (۳۸۰۰۰) ہزار ہے۔ ان میں سے صرف چند سو کوری ہیابیلیٹیٹ (Rehabilitation) کیا گیا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو بہ محکمہ اسپلایمنٹ ایکسچینج (Exchange Employment) رہنا نہ رہنا دونوں برابر ہیں۔ ہمارے پاس اس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں یہ شکایت بھی وصول ہوئی ہے کہ جب وہاں تخفیف شدہ لوگ اپنا نام درج رجسٹر کروانے کے لئے جاتے ہیں تو انکا نام رجسٹر نہیں کیا جاتا۔ یہ اس مقصد کے تحت کیا جاتا ہے کہ کہیں بیروزگاروں کی تعداد زیادہ معلوم نہ ہو۔ اور حقیقت ظاہر ہونے بائے۔ اسلئے انکا نام رجسٹر کرنے سے سرے سے ہی انکار کر دیا جاتا ہے۔ میں آنریبل منسٹر سے درخواست کرونگا کہ وہ اس بارے میں وضاحت کریں اور ان امور کی جانب توجہ دیں۔

سری. اچنٹا جی راج گھڑیاہ :- میسٹر سپیکر سر، آج ہاؤس کے سامنے جو ڈیمانڈس (Demands) رکھے گئے ہیں، وہ کامرس اینڈ انڈسٹریز اینڈ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں رکھے گئے ہیں۔ جس کے پروجیس (Progress) کے طور پر آپکو دھیان دلانا چاہتا ہوں۔ فاہیوانس مینسٹرنے اپنے بجٹ سپیچ میں کامرس اینڈ انڈسٹریز کے بارے میں بتالایا ہے، اور ہمارے ہاں بیک کیتاب دی گئی ہے جسکا نام ورکیگ آف دی ہیدراہاڈ گورنمنٹ (Working of the Hyderabad Government) ہے جس میں بھی کامرس اینڈ انڈسٹریز کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے سال بس مہکمہ نے کیا کام کیا۔ جس بارے میں فیکس بھی بتلایے گئے ہیں لیکن جن دونوں میں کچھ فرق نظر آیا، نہ سالوں میں فرق کچھ ہو گیا ہے۔ بجٹ سپیچ میں جو بتلایا گیا ہے اس میں اور جس کیتاب میں جو بتلایا گیا ہے جس میں ایسا کچھ زیادہ فرق تو نہیں ہے، لیکن سبھی باتیں یہی بتلانا چاہتا ہوں۔ بجٹ سپیچ میں کہا گیا ہے کہ-

"In fact in 1952 (January to December), coal production, as compared to 1951, was better by 1.65 lakh tons, sugar by 2,000 tons, cotton yarn by 8.0 lakh lbs., cotton piece-goods by 22.0 lakh lbs. and paper by 8,000 cwts.

आगे चलकर बजेट स्पीच में सिमेंट इंडस्ट्रीज के बारे में ऐसा कहा गया है कि—

Among the major industries, there was a set back in cement industry where production declined by about 48,000 tons. This was largely due to difficult labour conditions in cement industry."

अंक तरफ तो वर्किंग ऑफ दी हैदराबाद गव्हर्नमेंट इस किताब में कहा गया है कि सिमेंटक प्रॉडक्शन (Production) बढ रहा है, लेकिन दूसरी तरफ फायनान्स मिनिस्टर के स्पीचमें यह कहा जाता है कि सिमेंट इंडस्ट्रीज में १९५२ में सिमेंट के प्रॉडक्शन में ४८००० हजार टन्स कमी होगी है। अंक तरफ तो सिमेंट इंडस्ट्री प्रोग्रेस (Progress) में है ऐसा बताया जाता और दूसरी तरफ तो वह इंडस्ट्री डिकलाबीन (Decline) की तरफ है ऐसा बताया जाता है। मैं जानना चाहता हूँ कि सही बात क्या है? राजप्रमुख के अँड्रेस में तो बताया जाता है कि शाहबाद सिमेंट वर्क्स का प्रॉडक्शन (Production) बढने की अुमीद है। तो मिनिस्टर साहब यह बाजे कर दें कि इसमें सही बात क्या है। दोनों में ऐसा फरक क्यों हो रहा है ?

दूसरी चीज मैं यह जानना चाहता हूँ कि हैदराबाद सरकार की इंडस्ट्रीयल पॉलिसी (Industrial Policy) क्या है? मैंने चाहा था कि यह मालूम कर सकूँ लेकिन बजेट स्पीच से कुछ मालूम नहीं हो सका बजेट स्पीच में फायनान्स मिनिस्टर साहब ने इसके बारे में यह कहा है कि

" The production of the two textile mills in the State, Azam Jahi and the Osman Shahi Mills—is expected to increase by 50% as a result of additional equipment installed during the past 2 years. The production in the Shahbad Cement Works will also go up similarly "

आगे चलकर वे सेकंड फॅक्टर के बारे में बता देते हैं कि—

There are two factors which seem to stand in the way and which need to be attended to immediately in case the industrial progress of this State is to be maintained. The second disturbing factor is the friction between the employers and the employees in the industries. It serves no purpose to try to allocate the blame between these two classes. Unless both of these classes, so vital to the economy of the State, sit down and devise ways and means to put an end to this situation, the Government are always there to lend all the assistance that they can in this regard—it would mean material loss and distress not only to each of them but to the whole country in general."

बजेट स्पीच में फायनान्स मिनिस्टर साहब ने सिमेंट इंडस्ट्री में डिकलाबीन (Decline) बताया है, लेकिन इस इंडस्ट्री के बारे में गव्हर्नमेंट की क्या पॉलिसी है यह अन्होंने अपने स्पीच में नहीं बतलाया है। मैं यह जानना चाहता हूँ कि हुकूमत की जो मैनेज्ड इंडस्ट्रीज (Managed Industries) हैं उनके बारे में हुकूमत की आबिदा क्या पॉलिसी रहनेवाली है? अगतों को तरक्की देने के लिये कुछ अमाउंट (Amount) रखा गया है और हमें कहा गया है कि

अिजाफा कर रहे है असलिये मै यह मालूम करना चाहता ह कि ननअतों में किस तरह अिजाफा किया जानेवाला है? पंचमाला प्लॅन में कुल २४१.७ लाख रुपये सनअता के लिये रखे गये है। अस रकमसे सनअतों की तरक्की करने का सरकार का अिजादा है। १९५१-५२ और ५२-५३ में लिखित खर्चा किया जा चुका है।

The sum of Rs. 241.71 lakhs provided in the Five Year Plan is proposed to be spent as indicated below :

	Total for 5 years (1951-56)
Sirpur Paper Mills Ltd. ..	60.00
Sirsilk Ltd.	85.71
Singareni Collieries Co. Ltd.	96.00

अिस प्रकार जो २४१.७१ लाख रुपये अिडस्ट्रीज के लिये पंचमाला प्लॅन में रखे गये है वे पहलेही खर्च होचुके है। अब और सनअतों को खाम तरक्की देने के लिये क्या प्लॅन हो सकता है और अनुकी तरक्की कैसे हो सकती है यह मेरे समझ में नहीं आता। हैदराबाद की नकरीवन २२ अिडस्ट्रीज तो पहले ही खतम होचुकी है, और अब सिरपुर पेपर मिल्ल, और मिरामल्ल अिडस्ट्रीज को मॅनेजमेंट बिला जैसे बडे कॅपिटलिस्ट (Capitalist) को दी जा रही है जो पहले गव्हर्नमेंट स्टेट मॅनेज्ड अिडस्ट्रीज (Government State Managed Industries) थीं वह आज प्रायव्हेट अिटरप्राइजिस (Private Enterprisers) और अिडिविज्युअल्स (Individuals) को दी जा रही हैं और दूसरी बात यह है कि यह अिडस्ट्रीज स्टेट के बाहर के बडे बडे कॅपिटलिस्टों के हाथोंमें दी जा रही हैं।

अलबत्ता अब सनअतों को फरोग देने के लिये जो प्लॅन गव्हर्नमेंट बना रही है वह यही है धीरे धीरे स्टेट ओन्ड अिडस्ट्रीज (State-Owned Industries) अंक दो मालों में प्रायव्हेट कॅपिटलिस्टों के हाथों बेची जायें। अिस तरह से स्टेट मॅनेज्ड अिडस्ट्रीज बाहर के लोगों के हाथों में देने से गव्हर्नमेंट का क्या नुकतेनजर है यह मेरी समझमें नहीं आता।

आज गव्हर्नमेंट के सामने जो बेरोजगारी का मसला है वह यदि अच्छी तरह हल करना है तो गव्हर्नमेंट को अपनी सनअती पॉलिसी तबदील करनी पड़ेगी। सनअती पॉलिसी में अगर फंडामेंटली तबदीली नहीं करेंगे तो यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं होगा। अिसमें तबदीली किये बिना अनएम्प्लॉयमेंट (Unemployment) का मुकाबला करना काफी दुखवार होगा। मैं अलविन मेटल वर्क्स के बारे में कहना चाहता हू कि गव्हर्नमेंट की तरफ से अिसकी ओर ध्यान नहीं दिया गया है। हालही में वहां पर रिट्रेंचमेंट (Retrenchment) हुआ है बूस फॅक्टरी मेंसे मॅनेजमेंट ने १३. धक्की को काषपर से निकाल दिया है, और आज बेरोजगारी का मसला उन लोगों के सामने के, पहले ही मुक्त में बेरोजगारी का मसला अिसका महम है, और फिर अिस तरह से रिट्रेंचमेंट अमक

मे आया तो फिर यह सवाल बहुत मुश्किल होजायेगा। बेरोजगारी का मसला तो अहम मसला है, अगर यह ठीक तरह से हल नहीं किया गया तो बड़ी बेचैनी फैल जायेगी।

मुझे मालूम हुआ है कि ताज फॅक्टरी में भी रिट्रेंचमेंट(Retrenchment)करने की वजह वहां जो यूनियन काम करती है उसने मॅनेजमेंट के साथ बातचीत की। गव्हर्नमेंट के पास भी जिस बारे में कहा गया है, लेकिन कुछ तबज्जे नहीं की जाती है कुछ लोगों को तो खाली यह कहकर किये यूनियन के वरकर्स हैं, और बाकी वरकर्स को भडकाते हैं, मॅनेजमेंट ने कामपर से निकाल दिया और दूसरी फॅक्टरीज में से भी वरकर्स को रिट्रेंच किया जाता है।

आज जो यह मॅनेजमेंट और लेबरर्स का मसला है वह बहुत अहम है। फायनान्स मिनिस्टर अपने बजेट स्पीच में कहते हैं कि एम्प्लायर्स अॅन्ड एम्प्लॉयिज(Employers and Employees) का मसला है, और दोनों तबके अिडस्ट्रीज के लिये व्हायटल अिंपॉर्टन्स (Vital Importance)के हैं। मैं कहना चाहता हू कि आज एम्प्लायर्स और एम्प्लॉयिज में बार बार झगड़े हुवा करते हैं, क्योंकि दोनों के अिटररेस्ट्स (Interest) अलग अलग हैं। गव्हर्नमेंट को जिसके बारे में कुछ हल सोंचना चाहिये। सनअतों में आज जो अनअॅम्प्लॉयमेंट(Unemployment) हो रहा है उसे रोकना चाहिये, और कोअी वूनियादी तबदीली करनी चाहिये। अनअॅम्प्लॉयमेंट का मसला तबतक हल नहीं हो सकता जबतक सनअतों में जो फायदा होता है उसका कुछ न कुछ हिस्सा वर्कर्स को न मिले अुनको फायदे में हिस्सेदार बनाना चाहिये। अुनको अैसा मालूम होना चाहिये कि जिस सनअत में हम काम करते हैं उसे अगर फायदा होता है तो अुसमें से हमको भी हिस्सा मिलेगा और यदि नुकसान होता है तो हमें भी नुकसान में हिस्सा लेना पडेगा। यह खियाल जब मजदूरों में आयेगा तो वे भी अच्छी तरह काम करेंगे। जिस तरह जो फायदा सनअतों को होता है अुसमें मजदूरों का भी हिस्सा होना चाहिये। गव्हर्नमेंट को जिस बात पर बहुत सिरियसली (Seriously) सोंचना चाहिये। जिसके लिये गव्हर्नमेंट को कोअी अैसी खास पॉलिसी अॅखतियार करनी चाहिये जिससे सनअतों में मजदूरोंको अिटररेस्ट पैदा हो।

दूसरी बात अब मैं खास कर जरयी मजदूरों के बारे में कहना चाहता हू। आज कल जरमी मजदूरों की हालत बहुत खराब है। अुनको फिक्सड वेजेस (Fixed Wages) नहीं मिलते जरयी मजदूरों के अनअॅम्प्लॉयमेंट का सवाल भी बहुत बड़ा है। अुनके लिये कोअी बेसिक वेजेस (Basic Wages) तय नहीं किये गये हैं। मैं जानता हू कि अिनके बेसिक वेजेस तय करने में काफी दुस्वारियां हैं। फिर भी बेसिक वेजेस तयार करना जरूरी है। करीब दो साल होगये लेकिन गव्हर्नमेंट अिसपर अभी तक कुछ नहीं सोंच रही है। बेसिक वेजेस अिनअॅक्टमेंट(Basic Wages Inactment) के बारे में कोअी बिल हांअुस के सामने लाने की कोशिश नहीं की गयी है।

बेरोजगारी के सिलसिले में मैं अर्ज करना चाहता हू। मैं अेक अनअॅम्प्लॉयमेंट कमेटी (Unemployment Committee)का अेक मॅबर भी हू। हमें हैदराबाद स्टेट में जुमला अनअॅम्प्लॉयिज(Unemployed)कितने हैं अिसकी भी सही तादाद नहीं मिल सकती है। हमारे यहाँ स्टॅटिस्टिकल वर्क(Statistical Work)बराबर नहीं होता है अिसलिये करेक्ट फिगर्स(Corr-

ect Figures) भी नहीं मिल सकते हैं। अनऑप्लॉयमेंट फिगरस (Unemployment Figures) बगैर यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं किया जा सकता। लेकिन हमें तो ये फिगरस ही ठीक तरीके पर नहीं मिलते। जब ऑप्लॉयमेंट अक्सचेंज को पूछा जाता है तो उनके भी पाम अन ऑप्लॉयड लोगों के फिगरस बराबर नहीं मिलते हैं। ऑप्लॉयमेंट अक्सचेंज (Employment Exchange) के जो रजिस्टर्स रखे जाते हैं वे सिर्फ तीन महीने के लिये रखे जाते हैं, और हर तीन महीने के बाद दूसरे रजिस्टर्स रखे जाते हैं। तीन महीने के बाद जिनकी दरख्वास्त फिर से आती है उनके नाम नये रजिस्टर में दर्ज किये जाते हैं और बाकी लोगों के नाम निकाल दिये जाते हैं, और अिसी वजह से अन ऑप्लॉयड (Unemployed) लोग कितने हैं इसकी तादाद बराबर नहीं मिलती है ये जो रेकांडें मेंटेन (Maintain) करने का तरीका है इसी वजह से फिगरस बराबर नहीं मिलते हैं। और अुसी तरह जो रिट्रेंचडपर्सन्स (Retrenched Persons) हैं उनके भी फिगरस कहीं भी बराबर नहीं मिलते हैं, क्योंकि अिनका कोअी रजिस्टर तो कहीं मेंटेन (Maintain) नहीं किया जाता है। फिरसे ऑप्लॉयमेंट अक्सचेंज (Employment Exchange) में दरख्वास्त देने पर ही अुनका नाम रजिस्टर में दाखिल किया जाता है।

फॅक्टरीज में जो लॉकआउट (Lock-out) होते हैं अुनकी वजह से भी अन ऑप्लॉयमेंट बढ़ता है। अकसर मॅनेजमेंट की तरफ से ही लॉकआउट कर दिया जाता है और अुमसे बड़ी तादाद में मजदूर बेरोजगार होते हैं। कभी कभी तो सनअतों की हालत अँसी हो जाती है कि अुन्हे अपनी अिडस्ट्री बंद करनी पडती है। अिस बात पर गव्हर्नमेंट को गौर करना चाहिये, और अपनी सनअती पॉलिसी में तबदीली करनी चाहिये। लॉकआउट की वजह से जो अन ऑप्लॉयमेंट बढ़ रहा है अुसको चेक (Check) करना चाहिये। जो चलने के काबिल सनअतें हैं अुनको अिमदाव देकर चलाना चाहिये और अुनको खतम होनेसे रोकना चाहिये। आज हुकूमत सिरपूर पैपर अिडस्ट्री और सिरसिल्क अिडस्ट्री को बड़े बड़े कॉंपिटिलिस्टों के हाथों बेच रही है। कहा जाता है कि यह अिडस्ट्रीज अच्छी तरह नहीं चल रही थीं अिसलिये अिसका मॅनेजमेंट दूसरे को दे दिया गया। अगर हुकूमत की सनअतों के बारे में यही पॉलिसी रही तो फिर मैं कहूंगा कि हैदराबाद की पूरी सनअतें खतम होने में ज्यादा टाजीम नहीं लगने वाला है। शायद यही आपका पंचवार्षिक प्लॅन होगा कि हैदराबाद की सब सनअतें धीरे धीरे खतम करनी हैं, तो यह मैं नहीं जानता।

अब मैं जरूरी लेबरर्स के बारे में कुछ अर्ज कर देना चाहता हूँ। पिछले बजेट सेशन के समय भी मैंने यह बात अुठायी थी, लेकिन अिसपर तबज्जे नहीं की गयी। मैं मानता हूँ कि फॅक्टरी लेबरर्स (Factory Labourers) और जरूरी लेबरर्स में फरक है। लेकिन आज देहात के मजदूर को दुःख भोग रहे हैं अुसे तो मैं ही जानते हूँ। आज अिनको अेक देहात में मजदूरी नहीं मिली तो अुस देहात को छोडकर दूसरे देहात में जाना पडता है। देहातों में अंडर ऑप्लॉयमेंट प्रॉब्लेम (Under Employment Problem) होने की वजह से अुनको हरबार काम नहीं मिल सकता है। तो देहातों में यह जो अंडर ऑप्लॉयमेंट का सवाल है अुसे हल करने के लिये हमें कॉटेज अिडस्ट्रीज (Cottage Industries) पर ज्यादा ध्यान देना होगा। अुनको फौरन देना चाहिये, और अंडर ऑप्लॉयमेंट को निकालने की कोशिश करनी चाहिये। कॉटेज अिडस्ट्रीजको फौरन देने के लिये गव्हर्नमेंट की तरफ से नये नये प्लॅन्स (Plans) बनाने या रहे हैं लेकिन यह कब अमल में आवेंगे यह मालूम नहीं है। जरूरी मजदूरों की बेरोजगारी दूर करने के लिये बड़े बड़े अिडस्ट्रीज के साथ कॉटेज अिडस्ट्रीज को

भी फौरन देना चाहिये। जहाँ जिस तरह का कच्चा माल मिल सकता हो वहाँ योग्य प्रकारकी नयी कॉटेज डिस्ट्रीज को स्थापन करना चाहिये, और ज़ुन्हे आगे बढ़ाना चाहिये।

شری مخدوم محی الدین - آج ابوان کے سامنے صنعتوں اور مزدوروں کے مسائل سے متعلق مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں نے تین تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان سے اور انکے علاوہ دوسرے امور پر میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔

مائنس (Mines) کے بارے میں پچھلے بجٹ سزن میں بھی ہماری جانب سے سوال اٹھانا گیا تھا کہ بعض کانوں کے انتظامی معاملات کے بارے میں ہزارے ساٹھ لاکھ نوے صاف اور واضح پالیسی نہیں ہے۔ جسے ہی گولڈ مائنس میں اور کتنے گولڈ مائنس کی کانیں ہیں۔ مزدوروں کے مسائل کے بارے میں جب وہاں کے انگریز مینجمنٹ سے کچھ بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ ٹکسا جواب مل جاتا ہے کہ انکی حیثیت صرف اڈوائزرز (Advisers) اور انجینیرس (Engineers) کی ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب ہم حکومت سے دریافت کرتے ہیں تو اسی فلور (Floor) پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق حکومت سے نہیں ہے۔ آنریبل مینسٹر نے اس بارے میں یہ صفائی پیش کی کہ ان کمپنیوں میں حکومت کے کچھ شیئرز (Shares) ہیں۔ دوسروں کے بھی حصے ہیں۔ اسلئے اگر یہاں کچھ کہا جائے تو ممکن ہے غیر سرکاری شیئر ہولڈرز (Shareholders) کو اعتراض کا موقع ملے۔ اکا انڈیشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ جب اس میں حکومت کے (۸۰) فیصد حصص ہیں اور انکا بلیک اکسچینجر (Public Exchequer) پر پڑتا ہے۔ تو ایسی صورت میں حکومت کا یہ فرض ہر جاتا ہے کہ وہ اس جانب توجہ کرے اور ہمیں بھی مطمئن کرے۔ حکومت کو اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ وہاں پیسہ کس طرح خرچ ہو رہا ہے۔ وہاں کی کیا حالت ہے۔ ہی گولڈ مائنس کیلئے (۳) لاکھ کی منظوری دی گئی ہے۔ لیکن حکومت کو وہاں کے مزدوروں کی مشکلات کا علم نہیں۔ کئی بار وہاں کے مسائل کو حکومت کے سامنے لایا جا چکا ہے مزدوروں کے مسائل ہیں۔ مزدوریوں کا سوال ہے۔ سہنگائی بہت ہے۔ ہونس ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بارے میں کوئی ایسا مناسب اقدام گورنمنٹ نہیں کرتی جس سے مزدوروں کو تسلی حاصل ہو۔ (۲۰۰) سے زیادہ مزدوروں نے اپنے مطالبات کوٹھے ہڑتال کی۔ ان میں سے کئی کو کام پر لے لیا گیا لیکن اب بھی (۱) مزدور ایسے ہیں جنہیں کام پر نہیں لیا گیا۔ بار بار ان مسائل کو حکومت کی توجہ میں لایا جاتا ہے لیکن حکومت انہیں ٹال دینا چاہتی ہے۔ بہت سے مزدوروں کو ڈسچارج (Discharge) کیا گیا۔ انہیں نوٹس دیدی گئی ہے۔ اور کام پر نہیں لیا گیا ہے۔ ٹول مائنس (Coal Mines) اور گولڈ مائنس (Gold Mines) کے سلسلے میں ایسی کئی باتیں ہیں۔ آنریبل مینسٹر اس بارے میں صاف صاف طریقہ پر ہاؤس کے سامنے معلومات رکھ سکتے ہیں۔ اور حکومت کو چاہئے کہ وہ مینجمنٹ (Management) پر نگرانی رکھ کر ہاؤس کو اس سے مطلع کرے۔

دہریہ اس بار سے نہ حکومت ہند کے نئی قوانین حیدرآباد پر لاگو نہ گئے ہیں۔ ان میں مزدوروں کے قوانین بھی ہیں۔ لیکن بعض فیکٹریز میں ان ایکٹس (Acts) برعکس ہیں ہو رہے ہیں۔ نئی خانگی اور سرکاری سکٹرز (Sectors) میں اب تک ان قوانین کو لاگو ہی نہیں کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی رپورٹ سنہ ۱۹۵۲-۵۱ء میں بتایا ہے کہ اس نے بعض کارخانوں کو ان ایکٹس سے مستثنیٰ کیا ہے یا ان کی حد تک فیکٹریز ایکٹ کو ریلکس (Relax) کیا گیا ہے۔ ان کارخانوں میں آر۔ ٹی۔ ڈی۔ ٹو کو ویکس۔ ریٹنٹ اور سٹیکہڈرا وغیرہ ہیں۔ کارخانوں پر نگرانی کیلئے گورنمنٹ نے خاص طور پر انسپکٹریز اینڈ باڈارز (Inspector, Factories and Boilers) مقرر کیا ہے۔ ان کا کام ہے کہ وہ نگرانی کریں کہ نئے کن کارخانوں پر قانون لاگو ہوا ہے اور کن کارخانوں میں نہیں۔ اور نہرنے کی کیا وجہ ہے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی کے ڈیویژ میں تین تین سو مزدور کام کرتے ہیں لیکن وہاں فیکٹریز ایکٹ (Factories Act.) لاگو نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مزدوروں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ انہیں جو اور ڈائم (Overtime) دیڑھ گنا دو گنا ملنا چاہئے وہ نہیں مل رہا ہے۔ انہیں دیر تک کام کرنا پڑتا ہے۔ اور دوسری کئی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ جو ایکٹ کے لحاظ سے انہیں ملنی چاہئیں۔ لیکن ہماری حکومت کے فیکٹریز اینڈ بوائلرز انسپکٹر قانون کو عمل میں نہیں لاتے۔

موٹر ویکس ایکٹ (Motor Vehicles Act) کا بھی بعض سکٹرز (Sectors) پر اطلاق نہیں کیا جاتا۔ کتہ گورڈم میں کمپنی کی لائسنس پر جو موٹر ڈرائیورس کام کرتے ہیں ان پر موٹروہیکلس ایکٹ نافذ نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے وہ کئی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ مجھے آئریبل منسٹر سے جو صنعت کے محکمہ کے منسٹر ہیں اور مزدوروں کے محکمہ کے بھی منسٹر ہیں۔ گویا کہ یہ ”آب و آتش کا امتزاج“ ہوا ہے۔ مجھے ان سے یہ کہنا ہے کہ موجودہ حالات میں سرمایہ داری کا ایک بہت بڑا چکر صنعتوں کو لپیٹا ہوا ہے۔ آئریبل منسٹر نے جب کہ ان کے پاس صرف صنعت کا پورٹ فولیو (Portfolios) تھا یہ بتایا تھا کہ حیدرآباد میں (۲۳) کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ حکومت کے پاس صنعتوں کو فروغ دینے کا کوئی سائنٹفک منصوبہ نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح صنعتوں کو بند کر کے پروگرامی کس طرح دور کی جاسکتی ہے۔ جو منصوبہ ہمارے سامنے آیا ہے اس میں صنعتوں کے بارے میں بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اور جو کام کیا جا رہا ہے اس سے صنعتیں بجائے ترقی کرنے کے ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اپنے دیوالیہ کا اعلان کر رہی ہیں۔ حکومت اپنی نا اہلی چھپانے کے لئے ہماری صنعتوں کو ٹاٹا اور برلا کے حوالے کر دے رہی ہیں جن کا رشتہ انگریز امریکن سامراج سے ہے۔ انگریزوں کا (۶۰۰) کروڑ روپیہ بطور سرمایہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ جس ڈھنگ سے صنعتیں چلائی جا رہی ہیں اس میں سرمایہ دار اور ان کے کولیا بورڈرین (Collaborators) سہ بازی کرتے ہیں۔ جن کا انگریزوں سے کٹو

جوڑے۔ ایسے سرمایاداروں کو ہاری صنعتیں دی جاتی ہیں جنہیں ملک سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جو صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ بہت سے کارخانے بند ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے مارکٹ کی حالت بھی بدتر ہو رہی ہے۔ بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ چاہے آپ کے پاس اعداد و شمار ہوں یا نہ ہوں۔ ایبلانٹ اکسچینج (Employment Exchange) کے پاس اعداد و شمار ہوں یا نہ ہوں۔ شہروں اور گاؤں میں بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ پورے ہندوستان میں تقریباً پانچ کروڑ زرعی بیروزگار ہیں۔ صرف دیہاتوں میں ہی نہیں بلکہ شہروں میں بھی بیروزگاروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ بیروزگاری کتنی بڑھی ہے اس کا اندازہ تو کیجئے۔ اس ایوان میں جو اعداد و شمار دئے گئے تھے اس کی زد سے (۲۸۳) لاکھ بیروزگار ہیں۔ کئی محکموں میں تخفیف ہو چکی ہے اور ہوتی ہی جا رہی ہے۔ کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح عوام کی اور مزدوروں کی قوت خرید گھٹ گئی ہے۔ قوت خرید کو بڑھانے کے لئے حکومت نے کچھ کام نہیں کیا ہے۔ ایسے زرعی اصلاحات ہونے چاہئیں جن سے کسانوں کی قوت خرید بڑھے۔ ایسے پراجکٹس بنائے جانے چاہئیں جن سے زرعی ترقی ہو سکے۔ اب ٹریڈری بنچس نے بھی اس کو محسوس کیا ہے کہ اپوزیشن پارٹیز کی جانب سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ صحیح ہے۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ہم کیا کریں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ حکومت کی صنعتی پالیسی عوام کے مفاد کے خلاف ہے۔ مارکٹ کی جو حالت ہے اس کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب تک ۲۴ کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ اس کا تجربہ آریبل ممبرس کریں اور سوچیں کہ وہ کس وجہ سے بند ہو رہے ہیں۔ بیرونی تاجر جن کی ذہنوں میں جنگ بازی ہے اور برٹش جنگ باز سامراج سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہمارا مارکٹ ان کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ وہ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ چنانچہ آئل سیڈس (Oil Seeds) اور تیل کی پھلیاں امریکہ جنگی اغراض کے لئے خرید کر تا تھا۔ جب اس کے پاس کافی اسٹاک (Stock) ہو گیا اور کافی ذخیرہ انہوں نے کر لیا تو پھر خریدنے سے انکار کر دیا۔ ہندوستان کے پاس اتنا بوسہ نہیں کہ وہ اس کے مارکٹ پر قابو پاسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قیمتیں گرتی جا رہی ہیں کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں اور ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے ہاری فارن ٹریڈ (Foreign Trade) کی پالیسی انصاف اور مساوات پر مبنی نہیں ہے۔ ہاری جتنی چیزیں ایکسپورٹ (Export) کی جاتی ہیں ان سے سامراجی ملک مستفید ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کی آزادی ہونی چاہئے کہ ہم جس ملک سے چاہے مشنری کی مانگہ کر سکیں۔ اس پر کسی قسم کی پابندی نہ ہونی چاہئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس قسم کی آزادی ہمیں حاصل نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم برٹش سامراج اور امریکہ سے مشنری کا مطالبہ کریں اور اس طرح انہیں ہٹو لوٹنے کا موقع دیں۔

جو کئی بات بھی خود لیبر ڈپارٹمنٹ کے تعلق سے عرض کرتی ہے۔ ما لیبر ڈپارٹمنٹ نے اسی رپورٹ میں اعداد و شمار دئے ہیں کہ چار ہزار یا اسی ہزار ناؤ انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ

(Industrial Dispute) ہوئے جسمیں سے انہوں نے اتنے کیسز کا فیصلہ کیا اور آجرین اور مزدوروں کے مابین خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی وغیرہ۔ لیکن دراصل لیبر ڈپارٹمنٹ کو جتنا کام کرنا چاہئے تھا اسنے اتنا کام نہیں کیا یہی میرا اعتراض ہے۔ کئی صنعتی جھگڑے محکمہ لیبر سے رجوع کئے جاتے ہیں لیکن وہ اتنی سستی سے کام لیتا ہے کہ پورے نزاعات کا جلد فیصلہ نہیں ہونے پاتا۔ چنانچہ میں مئی سنہ ۵۲ء تا جولائی سنہ ۱۹۵۲ء کے جھگڑوں کی تعداد ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ حقیقت میں کتنے صنعتی نزاعات کا فی الواقع فیصلہ کیا گیا ہے اور کتنے پندنگ کیسز (Pending Cases) ہیں۔ یہ اعداد و شمار میرے دماغ کی ایجاد نہیں اور نہ یہ میرے خود ساختہ ہیں بلکہ ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ سے میں یہ اعداد پڑھا ہوں۔

مئی سنہ ۱۹۵۲ء میں جملہ ۱۱۵ کیسز محکمہ لیبر سے رجوع کئے گئے۔ ۶۴ کا تصفیہ کیا گیا اور باقی زیر غور رہے۔ جون میں ۱۱۲ کیسز میں سے ۴۳ کا تصفیہ کیا گیا اور ماہ جولائی میں ۲۳۸ میں سے صرف ۲۳ کیسز کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا لیبر ڈپارٹمنٹ مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے میں کتنی تیزی سے کام لیتا ہے کیا یہی اسکی ایفیشنسٹی (Efficiency) ہے؟ جہاں مزدوروں کو رٹرنج (Retrench) کرنے۔ انکی گردن دیبوجنے اور انہیں جیلوں میں بند کرنے کا سوال پیش ہوتا ہے وہاں تو بہت مستعدی سے کام لیا جاتا ہے لیکن انہیں سہولتیں پہنچانے کے متعلق کوئی خاص اقدام نہیں لیا جاتا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ لیبر ڈپارٹمنٹ اور حکومت مالکان کارخانہ جات کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ ایک آئریبل ممبر نے کچھ ہی دیر پہلے ایوان کے سامنے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں جنہیں کنسلیشن اور آڈس (Awards Conciliation) پر لیبر ڈپارٹمنٹ آجرین سے عمل نہ کروا سکا۔ بہت سے ایسے کیسز ہیں جہاں عدالت نے مزدوروں کے حق میں فیصلہ صادر کیا ہے لیکن مالک کارخانہ نے عدالت کے فیصلوں کو ٹھکرا دیا۔ عدالت کے فیصلہ کی بے وقعتی کی گئی اور اسے دھتکار دیا گیا۔ لیکن محکمہ لیبر میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ مالک کارخانہ کو آوارڈ (Award) کے اہلیمنٹیشن (Implementation) کیلئے مجبور کریں اور عدالت کے فیصلوں کو نافذ کرا سکے۔ ایسی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن جہاں تک سمجھوتے کا تعلق ہے زندہ طلسمات کی مثال کو بار بار دہرایا گیا ہے، دوسری طرف اس سے مزدوروں کا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔ ان پر کتنی زبردستی ہو رہی ہے اور کتنا ظلم ہو رہا ہے اور انکا ظالم مالک کارخانہ کس طرح خون ناحق کر رہا ہے یہ ایک قابل غور بات ہے۔ لیکن اسکی باوجود کس طرح ظالم کارخانہ دار کی لیبر ڈپارٹمنٹ تائید کرتا ہے اسکا اندازہ اس مثال سے ہو سکتا ہے۔ لیبر ڈپارٹمنٹ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ مالک کا کان پکڑ کر اسکو پراسیکیوٹ (Prosecute) کرے جسنے کنسلیشن بورڈ کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ہے۔ جی نہیں بلکہ عدالت کے فیصلوں کو بھی ٹھکرایا گیا لیکن لیبر ڈپارٹمنٹ خاموشی

تمنائی بنا رہا۔ اورنگ آباد ملز نے بھی عدالت کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ہے جس سے آنریبل منسٹر اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ ایک ہی نہیں بلکہ کئی ایسی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن لیبر ڈپارٹمنٹ میں اتنا تساہل ہے کہ جو فیصلے مزدوروں کے حق میں دئے جاتے ہیں ان کو عمل میں لانے سے اگر مالک اپنا دامن بچانا چاہتا ہے تو بچالیتا ہے کیونکہ لیبر ڈپارٹمنٹ مالک کو اسکا پورا پورا موقع دیتا ہے اور اسکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کیجاتی۔ ان تمام چیزوں کی میں آنریبل منسٹر سے صفائی چاہتا ہوں۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ مائنس میں چاہے وہ کوئلہ کے ہوں یا ہٹی گولڈ مائنس ہوں یا کرناٹک کے علاقہ میں پتھر کی کانیں ہوں۔ ان تمام مائنس میں کام کرنے والے مزدوروں کے کیا مطالبات ہیں اور ان پر موجودہ اخراجات کیا ہو رہے ہیں اسکی تفصیلات اور ان مزدوروں کے متعلق گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے ان سب چیزوں کا اظہار ہونا چاہئے۔ ہم یہ سنتے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ اس میں شیروولڈرس (Shareholders) کا سرمایہ ہے اسلئے گورنمنٹ کو کافی اختیارات نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کے اکسچیکر (Exchequer) سے بھی کافی رقم دیجاتی ہے اسلئے ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اسکی تفصیلات مانگیں۔ نیز لیبر ڈپارٹمنٹ جو بے بسی محسوس کرتا ہے اسکے لئے بھی ضروری اقدام کرنا چاہئے اور اس محکمہ کو اتنے اختیارات حاصل ہونا چاہئے کہ وہ خاطر کو پراسیکیوٹ (Prosecute) کرسکے۔

ایک اور بات جو میں آنریبل منسٹر کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فیکٹریز اینڈ بائیلرز انسپیکٹریٹ (Factories and Boilers Inspectorate) اور لیبر ڈپارٹمنٹ میں جو مزدوری ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہ مانگ ۱۹۴۶-۴۵ ع سے چلی آ رہی ہے۔ اگر فیکٹریز انسپیکٹریٹ کو لیبر ڈپارٹمنٹ کے تحت دیدیا جائے تو اس سے مزدوروں کے معاملات کو ڈیل (Deal) کرنے میں بہت زیادہ سہولت ہوگی۔ اس کے علاوہ فیکٹریز ایکٹ اور مائنس ایکٹ ہر خاص طور پر کتا گولڈ اور بلم ہٹی کالریز کے تعلق سے عمل کرنے میں سہولت ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ آنریبل منسٹر وہاں کے مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

مجھے بیروزگاری کے تعلق سے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ آج کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں لیکن کارخانوں کے بند ہونے کی وجوہات معلوم کرنے کے لئے اور ان کو چالو رکھنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس کے بڑے بڑے کارخانے تاج گلاس فیکٹری۔ تاج گلے ورکس لمیٹڈ اور حیدرآباد آلومین میٹیل ورکس تباہی کی حالت میں آلومین سے متعلق حکومت کے پاس کئی رپورٹس موجود ہیں۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ حکومت کیوں ان رپورٹس کو پبلش (Publish) نہیں کرتی۔ انہیں کیوں ایوان کے سامنے نہیں لایا جاتا تاکہ ہم اس پر اپنی رائے دے سکیں اور تجاویز پیش کرسکیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان بند ہونے والے کارخانوں کی کیا حالت ہے اور وہ کیوں بند کئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ رپورٹس اس لئے یہاں نہیں لائے جاتے کہ ان پر نکتہ چینی ہوگی اور مواخذہ کیا جائیگا؟ آلومین میٹیل ورکس کی رپورٹ کو ہاؤس کے

ٹیل بر رٹیا جہاں جامعے جاتا رہ جو حقیقت حال ہے وہ ہاؤس کو معلوم ہو سکے اور مناسب تدابیر کے ذریعہ اس مرض کا علاج ہو سکے۔ صرف ادھر ادھر کے ٹوگوں کو وہاں لا کر بہانے بنا کر اور والا جیسے انتخاب کو وہاں مینیجر یا ڈائریکٹر بنانے سے کچھ نہیں۔ وہاں جو حالات ہیں اس سے ہم اچھی طرح واقف ہیں لیکن ان کو راز میں رکھنے اور چھاننے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان تمام باتوں کو میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ رپورٹ بلیک ہو جائے تو بہت سے پورسٹا، مجرم گردانے جائیں گے۔ جو انڈسٹریز کے اس پہلو سے موجود ہیں ان میں اضافہ کرنے یا انہیں کم از کم ہم نے بڑھا ہے کہ وہ بھی جانور حالت میں قائم رکھنے کی بجائے انہیں اب بیچا جا رہا ہے۔ کل ہی کے اخباروں میں راج ٹریڈ سے ۱۸ کروڑ روپیہ حاصل کر کے ایک فنڈ قائم کیا جا رہا ہے جس سے انڈسٹریز قائم کی جائیں گی۔ اگر آئریبل منسٹر اس بارے میں توجہ دیں اور کاخانے قائم کئے جائیں تو اس سے بڑی حد تک بیرونی کے مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے ایسی اسکیمات کو ہم خونیں آمد نہ کہنے ہیں جن پر عمل کرنے سے ملک خوشحالی کے راستہ پر گامزن ہو سکے اگر اس اسکیم کی طرف آگے قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ذرا ہمت سے کام لیجئے۔ خانگی ملاقاتوں میں تو آپ ہم سے یہ بولتے رہتے ہیں کہ ضرور آپ نظام سے پیسہ لینے کے بارے میں کہتے رہیں تاکہ اس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکے ہم یہ بیان بھی کرتے ہیں اور ہاؤس کے باہر بھی یہی کہتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اگر آپ واقعی ایسی تجاویز پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو نہ صرف پورا اپوزیشن بلکہ پورے عوام آپ کا ساتھ دیں گے۔ ان اسکیم کو عمل میں لانے کے لئے جہاں پیسہ ہے آپ وہاں سے تو حاصل نہیں کرتے بلکہ ٹیکس کے ذریعہ غریبوں پر بار ڈال کر یا رٹرنچمنٹ (Retrenchment) کر کے بچ بچ نکالنا چاہتے ہیں۔ میں صاف طور پر آپ کو آگے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل نہ ہو۔ اس سے انڈیا بڑھیکا بچنی بڑھیکے گی۔ جرائم بڑھیں گے اور پھر ہمارے قوم منسٹر کو اولیس پر زچہ بڑھانا پڑے گا جس کے لئے ہم تیار نہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ ان تمام چیزوں پر غور کرے اور اپنی پالیسی کی وضاحت کر دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئریبل منسٹر ان خیالات کو جو میں نے ایوان کے سامنے رکھے ہیں خاص طور پر میں نے دہارمنٹ سے متعلق جن باتوں کا مشورہ دیا ہے اس پر غور فرمائیں گے۔

انا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

The House then adjourned for recess till Half Past five of the clock.

The House reassembled after recess at Half Past Five of the clock.

[Mr. Deputy Speaker in the chair]

పూజనీయ సభాపతి, స్పీకర్, ఈ సాటికర్నల్ సేను.....

శ్రీ. విनायकराव विद्यालकार :—आप यदि हिंदी में बोलेंगे तो बहुत अच्छा होगा, मैं आपसे प्रार्थना करता हूँ, ताकि मैं आपको समझ सकूँ ।

श्री. गोपिंड गंगारेड्डी :—

मिस्टर स्पीकर सर, आज तीनों शाखाओं के अंक मंत्री महाशयने अपनी मांगें हमारे सामने रखी हैं । अनुपर मैं अपने विचार प्रगट करना चाहता हूँ । जब मेरा बचपना था अस्स समय की अंक बात मैं यहां बताना चाहता हूँ । मैं जब के छोटा था, और पहले पाठशाला में पढने के लिये जाता था तो मेरे माता पिता मुझसे कहते थे कि विनायक यह देवता है, और अिन्हे पहले प्रणाम किये बिना विद्याभ्यास शुरू नहीं करना । हम जब विनायक की पूजा करते थे तब मने देखा था कि विनायक के सिरपर अंक बडी सूड है, और अुसके रर के नीचे अंक चूहा है । विनायक देवता का सब लोग असिलिये पूजा करते है कि वह सबके दुःख को दूर करता है, और सबको सुख देता है । अुसी तरह हमारे यहां भी यह अंक विनायक ही हैं । मुझे आशा है कि यह विनायक भी अुसी विनायक की तरह सबको सुख और आनंद देंगे । जिस तरह अुस विनायक के सिर पर सूड ह वैसे ही हमारे अिन विनायक के सिरपर भी बडे बडे अुमरा व पूजापति लोग सूड की तरह बैठे हैं । और अुस विनायक के पैर के नीचे जैसा चूहा होता है वैसे ही अिनके पैर के नीचे हमारी अिन्वाम है । यदि विनायक अितना भार लेकर चलने लग तो अुनके पैर के नीचे का चूहा मरने का डर रहता है । अुसी प्रकार हमारे अिन विनायक के पैर के नीचे हमारी यह जनता न कुचली जाय अैसी मेरी अुनसे प्रार्थना है ।

अितना कहने के बाद अब मैं निर्मल के जो गृह अुद्योग चलते हैं अुनके बारे मे कुछ निवेदन करूंगा ।

निर्मल तालुके का सुदैव है कि वहां का खिलौना साजी बहुत हि मशहूर है । सारे अिडिया मे यहां की खिलौनासाजी मशहूर है । यह बात सबको मालूम है कि यहां के जो लोग हैं अुन्हें यह सो कुदरती देन है कि वे लोग हर किसम् के खिलौने और अन्य चीजें बहुत ही अच्छी तरह से बना सकते हैं । हैदराबाद में जो नुमायिश हुवा करती है अुसमें भी यह चीजें दिखलाने के लिये, रखी जाती है, और अन्य जगहों पर भी असको बहुत चाहा जाता है । मिनिस्टर साहब भी यह बात जानते हैं और वे जब कभी अुस तरफ आते हैं तो वहां अिन चीजों की बहुत सारोफ करते हैं, और वहां से कुछ चीजें अपने साथ भी ले जाते हैं । यह कहते हुये कि यह चीजें बहुत ही अच्छी हैं, अुन्हे यहां ला कर अपने मित्रों को बडी सानसे दिखाले है । आप जानते हैं कि बिस्वामिन के से नयी सृष्टी निमित्ती को वैसे वहां के कारीगर भी अपने हाथों से नयी सृष्टी तैयार करसकते हैं । आप प्रत्यक्ष अुनका काम देखेंगे तो यह आपको भी मालूम होजायेगा । वहां जो चीजें बनावी जाती है अुनमें और कुदरती चीजों में आपकी जरा भी फरक नजर नहीं आयेगा । आप यदि लोग देखेंगे तो आप पहचान नहीं सकेंगे कि यह लोहा असली है या बनावटी है । अुसीतरह पान के पान जैसा पान भी ये लोग लकड़ी से बिलकूल हुबहु बनाते हैं । आप यहां कुदरती चीजों में और मस-नवी चीजों में कौभी फरक नहीं पायेंगे । यहां आम, सिताफल और अंगूर वगैरा चीजें आप देखेंगे

तो दंग हो जायेंगे । अतः अच्छे कारीगर और यह कारीगरी है किन्तु अुनकी तरफ सरकार कुछ ध्यान नहीं दे रही है, और अगर इसी तरह काम चला तो फिर बड़े दिन के बाद यह हुनर जो वहां है वह खतम होजायेगा, और यह जो कॉटेज डिस्ट्रीज है वह बर्बाद हो जायेंगे । आज अिनको खाने के लिये भी पूरा नहीं मिलता है, और अिनके पास आज पानी की भी किल्लत है । यह जो अिनका धंदा है अिसके लिये भी गव्हर्नमेंट की तरफ से कोई काम की अिमदाद नहीं की जा रही है । यदि गव्हर्नमेंट की तरफ से कोई ग्रेन्ट (Grant) मिली तो यह डिस्ट्री यहा पर अच्छी तरह बढ सकती है । यहां खाली खिलौने ही बनते हैं अैसी बात नहीं है । यहां पर पीतल के बर्तन भी बनते हैं । अैसी जगहों पर यदि गव्हर्नमेंट अपने मतअती मदरसे खोल दे तो यह लोग नये नये तरीके सीख सकेंगे । लेकिन बजाये नये मदारिम खोलनेके जो अंक सन्अती मदरसा पहलेसे यहां था अुसे भी अब बंद करनेके लिये गव्हर्नमेंट सोच रही है । अुसे मुन्तफिल करनेवाले हैं असा सुन रहे हैं । यह तो अुन लोगों पर बिलकुल अन्याय होने वाला है । पहले ही हमारे सामने बेरोजगारी का मसला है । फिर यह जो सनअती लोग है जो कुछ खंज आदि नयाय करके अपना पेट भरते हैं वे लोग क्या करेंगे और अुनके अिस हुनर में किस तरह प्रगति होसकेगी ?

पहलेही हमारे यहां बेरोजगारी का मसला दिन ब दिन बढ रहा है, और सरकार बड़े बड़े यंत्र लाकर अुसे और भी बढा रही है । आपके यह यंत्र देहातों के लिये कुछ जरूरी नहीं है । आज आप देहातों में ट्रैक्टर लाने के लिये कहते हैं । अुससे यह हो रहा है कि आज देहातों में जो बैल हैं अुनपर भूखे मरने की मुसीबत आयी है । आज अुनके हल खाली पडे हैं और आप बड़े बड़े यंत्र वहां लाकर भर रहे हैं । जिराअत के जो पुराने साधन थे वे आज जा रहे हैं । आज बैलोंका पेट पीठ से लग रहा है क्योंकि अुन्हे खाने के लिये भी नहीं मिलता है । किसान आज अुसे भर-पेट खाने के लिये नहीं दे सकता है ।

देहातों की बेरोजगारी कम करने के लिये महात्मा गांधीने कहा था कि देहातों के धंदे देहातों के लिये ही रहने दीजिये । यहां बड़े बड़े यंत्र न आने देने में ही देहातों का फायदा है । यदि बड़े बड़े यंत्र देहातों में आते हैं तो देहात खतम होजायेंगे । फिर भी हमारे यहां गव्हर्नमेंट बड़े बड़े यंत्र लाने की कोशिश कर रही है, और लाही रही है । मैं कहना चाहता हूं कि हमारे यहां भारत में लोगों की कमी नहीं है । पहले ही यहां की आबादी ज्यादा है । और जो आबादी आज है अुसे काम नहीं मिल रहा है । अगर आप बड़े बड़े यंत्र लाकर काम करलें तो अुससे बेकारी और भी बढेगी । जहां लोगों की आबादी कम है, और काम ज्यादा है वहां बड़े यंत्रों को अिस्तेमाल किया जा सकता है । लेकिन हमारे भारत के लिये अुनकी जरूरत नहीं है । आप कहेंगे "ज्यादा अन्ना अुगावो" आंदोलन के लिये हमें यंत्रों की जरूरत है । मैं पूछना चाहता हूं कि पहले ही जो किसान बेरोजगार होते जा रहे हैं अुन्हें काम पर न लेते हुये आप यदि यंत्र लायेंगे तो यह बेरोजगारी का मसला हल नहीं होनेवाला है । क्या आपका अंसा लगता है कि यह मसला जिस तरह हल होनेवाला है ? सब को काम देने की जिम्मेदारी तो गव्हर्नमेंट पर है । आज तो आपने देहातों में अिनकियां भी लाने की हैं । पहले हमारे देहातों में घर घर चक्की चलती थी लेकिन वह अुस बंद होगयी है । अिससे बेरोजगारी बढते जा रही है । आज तो अुनी निकालने की भी कारखाने बन्द हैं, और अिस तरह हमारे निमल तालुके में ही रोज बेरोज बेकारी की हालत बढती जा रही

ह सिर्फं निर्मल तालुके में ही नहीं बल्कि सभी जगह आज मजदूरों की हालत खराब होती जा रही है । मालिक लोग उनको अच्छी तरह से ट्रीट (Treat) नहीं करते हैं ।

आज आप जानते हैं कि यहां किंग कोठी में जो मजदूर काम करते हैं उनका हालत क्या है ? उनको आठ रूपये तनखाह मिलती है । अब बताइये कि ८ रूपये तनखाह में वे क्या करेंगे ? उनके तरफ ध्यान देनेवाले वहां कोभी नहीं हैं । उनको दिन रात काम करना पड़ता है । रात में यदि कोभी जगा तो वहां जाकर उनके हाथपांव भी दबाने पड़ते हैं । उनका वहां बंदर और रल्ली का सा हाल होता है । जैसे बंदर और रल्ली को अकेला नहीं चलाया जा सकता, वैसे ही मालिक और मजदूर ये दोनों अकेले नहीं हो सकते ।

मैं कहना चाहता हूँ कि ये जो बेरोजगारी का मसला है वह किस तरह हल होनेवाला नहीं । जिसके लिये जो आपको काँटेज इंडस्ट्रीज (Cottage Industries) को ज्यादा फरोग देना होगा । मुझे बागे आम के बराह की मिसाल यहां याद आती है । जैसे बागेआम में जो बराह रहता है वह अपने पिंजरे में गोल गोल घूमता है और सोचता है कि मैं बहुत दूर चला, लेकिन फिर अपने को वहीं पाता है । हम भी अगर इसी चौकट में रहेंगे तो हमें भी ऐसा ही लगेगा कि हमने बहुत कुछ किया लेकिन बाद में फिर उस बराह की तरह हम भी अपने को वहीं पायेंगे । जिसलिये मैं कहना चाहता हूँ कि हमारे पास आज जो तसवीर है उसकी सिर्फ चौकट बदलकर काम नहीं चलने वाला है । हमें उसमें की तसवीर भी बदलनी होगी । याने हमें बिल्कुल बुनियादी तबदीली करनी होगी । उसके सिवा हमारा कोबी काम ठीक अंजाम नहीं पायेगा । पंचवर्षीय प्रणाली में भी हमें देहात की भलाजी की दृष्टि से ही सोचना होगा । सिर्फ जैसा ब्राम्हण "दीर्यम् अस्तु" कहता है, लेकिन कुछ नहीं होता है, उसी तरह हम भी खाली कहते ही जायेंगे तो वहां कुछ होने वाला नहीं है । जिसलिये मैं कहना हूँ कि जो पुरानी तसवीर है उसे खतम किया जाय और उस जगह बिल्कुल नयी तसवीर बिठायी जाय तभी यह काम हो सकता है । खाली मलम्पट्टी से काम नहीं होनेवाला है । अतना कहकर मैं अपना भाषण समाप्त करता हूँ ।

شری سید اختر حسین - مسٹر اسپیکر - آج ایوان میں حکومت کی صنعتی پالیسی پر گفتگو ہو رہی ہے - اس کے بارے میں مجھے چند لفظوں میں یہ کہنا ہے کہ حیدرآباد کے اندر وہ صنعتیں جو براہ راست حکومت کے زیر انتظام ہیں اور جن میں حکومت کا کافی سرمایہ لگا ہوا ہے نیز وہ صنعتیں بھی جو پرائیویٹ صنعتیں کہلاتی ہیں اور جن پر کسی نہ کسی طرح سے حکومت کا کنٹرول ہے یہ سب کی سب دن بہ دن زوال پذیر اور انحطاط کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں - اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں ؟ وہ کونسی چیزیں ہیں جن کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکیں کہ حکومت نے جدید اور ترقی پذیر صنعتی پالیسی مقرر کی ہے ؟ آج حیدرآباد میں جو بھی صنعتیں ہیں اون میں نہ صرف یہ کہ حیدرآباد سے باہر کا سرمایہ بڑی تیزی کے ساتھ داخل ہو رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے باہر کے بڑے اور سامراجی سرمایہ دار بھی براہ راست یا بالواسطہ کسی نہ کسی طرح سے اس پر اثر انداز ہو رہے ہیں - ممکن ہے کہ یہ بات بہ ظاہر عجیب سی معلوم ہو - اس لئے کہ حکومت کی صنعتی پالیسی پر جو پرہہ پڑا ہوا ہے

اوس کے پیش نظر عام لوگوں کے سامنے وہ حقیقتیں نہیں آئیں ہیں جو عام طور سے پردے کے پیچھے اپنا کام کر رہی ہیں۔ مگر اس کے اسباب اور اثرات اور نتائج ضرور کچھ لوگوں کے سامنے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ کس طریقے سے آئے دن حیدرآباد کی صنعتوں میں ہندوستان اور باہر کے بڑے سرمایہ داروں کا اثر اور عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ جواب دیا جائے کہ چونکہ حیدرآباد اسٹیٹ کے پاس روپیہ نہیں ہے اس لئے اگر باہر سے روپیہ آتا ہے اور باہر کا سرمایہ یہاں کی صنعتوں میں لگایا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم جس سہج کے اندر رہتے ہیں اور اپنی سوسائٹی کو جن سانچوں میں ڈھالنا چاہتے ہیں وہ ڈھانچے سرمایہ دارانہ ہوں تو دوسری بات ہے لیکن اگر ہم ایک عوامی سوسائٹی بنانا چاہتے ہیں تو پھر ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی کوششیں اوسی مقصد کی طرف موڑیں جو صحیح معنوں میں عوام کی تیناؤں کا مظہر ہو۔

پچھلے چند سال کے اندر حیدرآباد میں نہ صرف یہ کہ جو پرائی صنعتیں تھیں وہ ایک ایک کر کے بند ہوتی رہیں بلکہ جو بڑی بڑی صنعتیں ہیں اون میں بھی آئے دن تخفیف اور چھوٹی کا عمل ہو رہا ہے۔ حکومت کے زیر انتظام جو صنعتیں ہیں اون میں ہم مختلف قسم کی بدعنوانیاں دیکھتے ہیں۔ میں تمہیلا یہاں چند صنعتوں کی مثال سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

آئین میٹل ورکس نے جو ریاست کی ایک اچھی صنعت ہے سنہ ۱۹۴۷ ع میں نہ صرف یہ کہ اپنے حصہ داروں کو منافع تقسیم کیا بلکہ مزدوروں کو ایک مہینے کا بونس بھی دیا۔ لیکن آج اسکی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ اس کے وجود کا باقی رہنا بھی مشکل نظر آ رہا ہے۔ اس صنعت میں آج سے چند سال پہلے یعنی سنہ ۱۹۴۷ ع میں (۱۲) سو مزدور کام کر رہے تھے اور ایک سال میں (۲۵) لاکھ کا سامان تیار کرتے تھے لیکن سنہ ۱۹۴۹ ع میں یعنی صرف دو سال کے بعد ہی تین سو مزدور کم کر دئے جاتے ہیں اور صرف نو سو مزدور کام کرتے ہیں لیکن پیداوار (۳۵) لاکھ سے زائد ہوتی ہے۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ایک طرف تو تخفیف کی جائے اور دوسری طرف پیداوار بڑھے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مزدوروں پر کام کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہو رہا ہے کہ غلط اور نامناسب موقعوں پر میکنائیزیشن (Mechanisation) کے ذریعہ زیادہ مشینوں کو استعمال کر کے مزدوروں کی چھوٹی کر کے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بیروزگاری دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ حیدرآباد میں (۲۵) چھوٹی بڑی صنعتیں بند ہو گئی ہیں۔ جو صنعتیں ابھی وقت موجود ہیں اون کی حالت بھی نازک ہے۔ اس حالت کو سدھارنے کے نام پر گورنمنٹ نے جو پالیسی اختیار کی وہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے بجائے اگر وہ کوشش کی جاتی جیسا کہ عوام کا مطالبہ تھا اور جیسی کہ مزدوروں کی بات کی تھی کہ ہلالہ کی صنعتوں کے لئے مارکیٹ پیدا کیا جائے اور حیدرآباد کے درمیانی صنعت کا جو

پرائیویٹ انڈسٹریز (Private Industries) کی حکمرانوں اور بڑے بڑے انڈسٹریلیسٹس کی طرف سے ملنے والے ناکامیوں، وہ صنعتیں فروغ پاسکیں جو صحت مند حالت میں تھیں۔ لیکن پچھلے دہڑے سال سے حکمرانوں کی علانیہ نہ نالیسی رہی کہ باہر کے بڑے سرمایہ داروں کو یہاں لانے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ اس سال اور سربوں کی اجارہ داری پر لاگو دنگلی یعنی ان دونوں بڑی صنعتوں کا انتظام پر لاگو کے حوالہ کر دیا گیا اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ مختلف مزدور یونینوں نے احتجاج کی آواز بلند کی بلکہ حیدرآباد کے سنی باسندوں نے ایک زبان ہو کر متحدہ طریقہ سے یہ مطالبہ کیا کہ ان صنعتوں کو باہر کے سرمایہ داروں کے حوالہ نہ کیا جائے۔ اس کے متعلق یہ عذر پیش کیا جا رہا ہے کہ حکومت کے پاس پیسہ نہیں اس لئے نہ ضروری ہے کہ اگر باہر کے سرمایہ دار پیسہ لگانا چاہتے ہیں تو ان کو یہ صنعتیں دے دی جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک عجیب و غریب چیز بھی ہمارے سامنے آئی ہے۔ اخباروں میں بھی عام طور پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جب نظام نے یہاں کی صنعتوں میں اور خاص طور پر سربوں میں رویہ لگانا چاہا تو خود کانگریس کابینہ نے اس کی مخالفت کی۔ نہ بڑی افسوس ناک نالیسی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کی صنعتوں میں باہر کے سرمایہ دار اور خود غرض مفادات دخل انداز ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ہمارا معاشی نظام بیرونی سرمایہ داروں کے تسلط اور قبضہ میں جا رہا ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتی مزدوروں میں بیروزگاری بڑھ رہی ہے۔ مختلف صنعتوں میں مزدور کم کئے جا رہے ہیں اور کسی نہ کسی بہانہ سے ان کی تخفیف کی جا رہی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کانگریس کی نام نہاد عوامی حکومت کے سامنے کیا طریقہ کار ہے؟ تعجب اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج جبکہ حکومت کے سامنے یہ اعداد و شمار بھی موجود نہیں کہ کتنے صنعتی مزدور حیدرآباد اسٹیٹ میں بیکار اور بیروزگار ہیں یا پچھلے دہڑے دو سال کے اندر کتنے بیروزگار ہو گئے۔ آئے دن اخباروں میں خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ آج فلاں کارخانے سے مزدوروں کو نکالا گیا۔ اور آج فلاں کارخانے کے مزدوروں پر چھٹی کا عمل کیا گیا۔ جو اعداد و شمار مختلف پارٹیوں اور دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ صرف پچھلے دو سال کے اندر ریاست کے تمام چھوٹے بڑے کارخانوں کے لاکھوں صنعتی مزدور اور ان کے متعلقین بیروزگار ہو گئے۔ حیدرآباد کی صرف بڑی بڑی صنعتوں میں چند سال پہلے ایک لاکھ سے زائد مزدور کام کر رہے تھے۔ لیکن آج کے اعداد و شمار لئے جائیں تو پتہ چلے گا کہ یہ تعداد کس قدر گھٹ گئی ہے۔ جہاں تک چھوٹی چھوٹی اور پرائیویٹ انڈسٹریز کا تعلق ہے صورت حال یہ ہے کہ حکومت اور ارباب اقتدار کی جانب سے برابر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ بازار مند ہے جو صنعتی مال بازار میں آتا ہے وہ فروخت نہیں ہوتا ہے اس لئے ان صنعتوں کو بند کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی اس طرح یہ جواز پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ دوسری طرف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ براڈکشن (Production) بڑھانا چاہئے۔ یہ متضاد چیزیں اور یہ تضاد پائی اوس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے

ایسی نہ تو ہر مال کیا جاسکتا ہے نہ اون کا سرمایہ اون کی دولت یہاں کی صنعتوں میں۔ لگائی جائے۔ اس وقت نظام راج دیکھنا اپنا پیسہ جنرل موٹر ورکس مدراس وغیرہ۔ بی بیرونی دہشیوں اور بنگال کے جوٹ کے کارخانوں اور کلکتہ بمبئی، مدراس وغیرہ کی بعض صنعتوں میں لگا رہے ہیں۔ اس طرح ملک کا پیسہ باہر جا رہا ہے۔ نہ ملک کا روپیہ اور عوام کی دولت ہے جو کسی نہ کسی طرح پچھلے زمانہ میں جمع کی گئی تھی اس لئے اس کی روک تھام ضروری ہے۔ اگر اس روپیہ کو ایک بلاننگ کے تحت یہاں کی صنعتوں میں لگایا جائے تو ہمارے یہاں کے صنعتی مزدوروں کی بیروزگاری دور ہو سکے گی اور دوسری طرف ایک منصوبہ بندی کے تحت ہم وہ چیزیں پیدا کرسکیں گے جس کی ضرورت آج ملک کو اور عام لوگوں کو ہے۔ بہ ہر حال میں اس مختصر سے وقت میں صرف یہ اشارہ دینا چاہا ہوں کہ ہماری صنعتی پالیسی میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اور نہ صرف صنعتی پالیسی میں بلکہ زرعی پالیسی میں بھی ایسی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ ان دونوں میں جو ربط ہے اس کو پیش نظر رکھ کر جب تک ایسی تبدیلیاں نہ کی جائیں گی۔ جب تک سرمایہ داری اور زمینداری اور بیرونی سرمایہ کی چھاپ کو ختم نہ کیا جائے گا اس وقت تک نہ ہم صنعتی ترقی کرسکتے ہیں اور نہ ملک سے بیروزگاری دور کرسکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ پانچ سالہ پلان اور دیگر بڑے بڑے بلانوں میں جن میں صنعتی ترقی کی حد برائے نام ہے ان چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مد پر بطور خاص توجہ دی جائے۔ جب تک اس پر توجہ نہ کی جائے گی اس وقت تک نہ تو ہم صنعت میں ترقی کرسکیں گے اور نہ ملک کی غربی اور بیروزگاری دور کرسکیں گے ان اثناء کے ساتھ میں اپنی تقریر تم کرتا ہوں۔

آئی. اچھراو پاتیل :-

میسٹر سپیکر سر، آج یہ جو ڈیمانڈس کومرس انڈسٹریز اور لیبور ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں آئے ہیں ان میں سے کٹ موشن پش کی ہے۔ کیونکہ میں یہاں کے انڈسٹریل پریگرس (Industrial progress) کے بارے میں بولنے والا ہوں۔ سرکار کی انڈمینسٹریٹو رپورٹ میں انڈسٹریز کے پریگرس کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ بومنگ شگر فیکٹری میں اس سال ۲۰۰ فیصد، اور آج کل جی ایم ایس میں ۶۰ فیصد کا پریگرس بڑھا۔ لیکن سیمینٹ فیکٹری کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ سالی جین جین باتوں کا پریگرس بڑھا ہے اس کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اسی کی جی ایم ایس رپورٹ میں نہیں بتلایا گیا جو بند ہو گیا ہے، یا جس کا پریگرس کم ہو گیا ہے۔ یہ بھی نہیں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں انڈسٹریز بند ہونے کے راستے پر ہیں۔ یہ جو رپورٹ سرکار کی جانب سے پش کی گئی ہے وہ بھلا کو ایک جال میں ڈال کر بھوکا دینے کا طریقہ ہے۔ کسی بھی آدمی کو بھوکا دینا دیا جا سکتا ہے، لیکن ہر بار اور زیادہ وقت تک کسی کو بھوکا نہیں دیا جا سکتا اس رپورٹ میں یہ سب آنا چاہیے تھا کہ ہماری انڈسٹریز کیسے چل رہی ہیں، کونسی انڈسٹریز میں پریگرس کم ہوا ہے، کونسی میں بڑھا ہے، کونسی انڈسٹری بند ہونے کے راستے پر ہے، اور اگر بند ہو رہی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے یہ سب باتیں اس رپورٹ میں ہونی چاہیے تھیں۔ یہاں کے

२५ कारखाने बंद होगये हैं लेकिन अतः के बारे में अंक शब्द भी इस रिपोर्ट में नहीं लिखा गया है । अलविन मेटल वर्क्स बंद होने के रास्ते पर हैं । असा भी मुना जाता है कि अतिके बारे में रिपोर्ट में कुछ नहीं लिखा गया है । मालूम नहीं यह अवनती है या अन्नति है यह क्या है यह तो अन्वाम ही बता सकती है । मुल्क में प्रॉडक्शन बढ़ने के लिये या अन्पादन बढ़ाने के लिये प्रायव्हेट सेक्टर (Private Sector) की मदत लेने के बारे में सोचा जा रहा है, और कहा जा रहा है कि प्रायव्हेट इन्वैस्टमेंट्स ज्यादा से ज्यादा रकम अिनव्हेस्ट (Invest) करें । प्रायव्हेट कॅपिटल लिस्ट्स ज्यादा से ज्यादा आगे आये अिसके लिये कोशिश हो रही है । पहले आपकी इन्वैस्टमेंट्स पॉलिसी क्या है यह जबतक डेफिनेटली तय नहीं होती तबतक प्रायव्हेट सेक्टर अिनव्हेस्टमेंट के लिये तैयार नहीं होता। आप इन्वैस्ट्रीज का नॅशनलाइजेशन (Nationalisation) करना चाहते हैं या सोशलाइजेशन करना चाहते हैं अतिके बारे में पहले आपकी डेफिनेट पॉलिसी होनी चाहिये । क्या आप हुकूमत के जेरे निगरानी सोशलाइजेशन राष्ट्रीयकरण करना चाहते हैं तो पंचवार्षिक प्लॅन में अुसको पूरी कल्पना होना आवश्यक था । एडिन नेहरू अपनी तकरीर में कहते हैं कि हम प्रायव्हेट सेक्टर को भी आगे लाना चाहते हैं । लेकिन हमारे यहां कॅपिटल (Capital) शाय (Shy) होता है। वह लोग अिनव्हेस्ट (Invest) नहीं करते हैं । अुनको अितना अुत्साह नहीं है कि देश की किसी नयी इन्वैस्ट्री में अपना सरमाया अिनव्हेस्ट करें ।

बात यह है कि हमें हमारी पंचसाला प्लॅन यदि चलाना है तो हम ज्यादा पैसों की जरूरत होगी । और वह हमें कहीं न कहीं से लाना पड़ेगा । लेकिन हम प्रायव्हेट लोगों को पैसों देने के लिये मजदूर नहीं कर सकते हैं क्योंकि कान्स्ट्रिक्शन के तहत अिस तरह पैसा नहीं ले सकते हैं । लेकिन यह लोग अिसतरह पैसा नहीं अिनव्हेस्ट करेंगे । अुनसे तो जबरदस्ती पैसा लिया जायगा तभी वे पैसा देंगे । क्योंकि दोनों के खियालात में बुनियादी अंखतेलाफ है । कॅपिटलिस्टों का नुकतेनजर और हमारा नुकते नजर अिसमें काफी अंखतेलाफ रहता है । यदि आपकी पंचसाला प्लॅन यशस्वी करना है तो आपको प्रायव्हेट सेक्टर से जबरन रकम लेनी पड़ेगी । आपको अभी यह बात ठोक नहीं लगेगी लेकिन अिसमें टाइम फॅक्टर (Time Factor) ज्यादा महत्व का है । वक्त ही आप को दिखा देगा की आज जो मैं कह रहा हूँ वह सही है या नहीं । और फिर आप ही कहेंगे कि सिर्फ मांग कर पैसा नहीं मिलता है । अुसमें बात अैसी है कि आज के कॅपिटलिस्टों का तो आप पर और आपकी इन्वैस्ट्रीज पॉलिसी पर भरवसा नहीं है । अिसलिये वे अिनव्हेस्ट करने के लिये तैयार नहीं हैं । आपको पहले अपनी पॉलिसी बिलकुल निश्चित रूप में बता देनी होगी तभी शायद वे आगे आयेंगे ।

हमारे अंतरेबल मिनिस्टर साहब तो लाहूर को अन्वैस्ट्रीज से बुनकर आये हैं । वे तो लाहूर के हालात अच्छी तरह से जानते हैं । वहां कुल चार जिनिंग फॅक्टरीज हैं । वहां वर्कर्स भी काफी हैं और वहां फॅक्टरी अॅक्ट भी लागू है । वहां के जो मालिक लोग हैं अुन्होंने गांधी फिलासफी को नहीं अपनाया है । वहां के जो मालिक सीती महाराज नामी हैं अुन्होंने अपने फॅक्टरी में काफी मुनाफा होने के बावजूब भी वहां के मजदूरों को बोनस नहीं दिया है । शाहपूर जिनिंग और नरसिंघेरजी फॅक्टरीज ने भी अपने यहां के मजदूरों को बोनस नहीं दिया है । अितनाही नहीं बल्कि

वे तो चाहे अुस मजदूर को बिला किसी वजह के काम पर से निकाल देने हैं, और जब अिस बारे में लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त दी जाती है तो कहा जाता है कि वह तो अुनका मामला है अिसके बारे में हम कुछ नहीं कर सकते । अितनाही नहीं बल्कि वहा के मजदूरों पर बलात्कार तक किया जाता है लेकिन न तो कुछ सुनवाओ होती है और न अिस ओर कुछ ध्यान भी दिया जाना है । वहां अेक राष्ट्रीय गिरणी संघ भी है यह भी आप जानते हैं । अुसे कौन चलाते हैं वह भी आपको मालूम है । वहा भी चंद अैसे लोग हैं जो मजदूरों को निकाल देते हैं । गोविंदा नामके अेक मजदूरको अिसलिये निकाला गया कि अुसने बाकी के मजदूरों को संघटीन करने का प्रयत्न किया । अिसके बारे में जब लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त दी गयी तब अुन्होंने कहा कि अिसको लेना चाहिये, और दरखास्त पर लिख भी दिया । लेकिन फिर भी मालिक अुसको नहीं लेता है, और ऑफिसर का कुछ नहीं सुनता है । कभी कभी यदि लेबर अिस्पेक्टर के पास दरखास्त ले जाते हैं तो वह कहता है कि लेबर ऑफिसर के पास जाओ । लेबर ऑफिसर के पास ले जाते हैं तो वह कहता है कि अदायत में जाओ । लेकिन अितना होने पर भी वे मिल मालिक को कुछ नहीं कर सकते । वहां अुनकी वेवसी होती है । लेबर अफिसर्स लेबरर्स की हेलप के लिये रखे जाने हैं, लेकिन अुनसे वो काम नहीं होता है । तो फिर अुनको लेबर ऑफिसर कहने के बजाय अिडम्ट्रॉज का ऑफिसर ही क्यों न कहा जाय ? क्योंकि अुनसे तो लेबरर्स को कुछ फायदा नहीं होत है । फिर यह लेबर ऑफिसर मिल मालिकों के अड्डे में ही अुठा बैठ करतें हैं अिसलिये मिल मालिक अुनको कुछ नहीं मानते हैं ।

शाहपुर मिल्स में हैलर नामका अेक अिजिनियर था । अुसे भी वॉनस नहीं दिया गया । अुसी तरह वहा पुंडलिक अेंजिन चलानेवाला था । वह युनियन के कार्यकर्ताओं के साथ अुठता बैठता है, अिसलिये अुसे कामसे निकाल दिया गया, और कहा गया कि तू मजदूरों को सघटित करता है ।

अब मुझे लातूर की जो फॅक्टरी है अुसके मालिक के बारेमें दूसरी अेक चीज कहनी है । बीड और अुस्मानाबाद आदि जिलों से जो लोग लातूर आये हैं वे सब कहने के अिलाके में, दुर्गाळ के भाग से, आये थे । अुनको कहीं कहीं काम चाहिये था । करोब करोब चार हजार लोग वहासे लातूर आये थे । अिसाबात का वहां के मालिक ने नाजायज फायदा अुठाकर ये जो कहते के अिलाके से लोग आये थे अुनको कम मजदूरी पर अपने फॅक्टरी में काम पर रख लिया और वहां के जो पुराने मजदूर थे अुन्हे कामपर से निकाल दिया । अिसके बारेमें भी लेबर ऑफिसर के पास दरखास्त की गयी तो अुसने कहा कि यह तो अुनका मामला है, आप और मिलमालिक जानें । मैं अिसमें कुछ नहीं कर सकता हूँ । जो मुकदमांत कोर्ट में चलते हैं अुनके मुसालुक यह कहना है कि जैसे कि अेक ऑनरेबल मेंबर ने भी कहा कि जो फॅसल कोर्ट की तरफ से होता है अुसे भी मिल मालिक नहीं मानते हैं अिसके लिये क्या किया जाय ? यं तो शेर और हिरन को अेक जगह बांधे जैसा होता है । दोनों के अिटेरेस्ट अलग अलग होते हैं । कभी घांस को नहीं छुयेगा और हिरन कभी मांस नहीं खायेगा । अिस तरह दोनों दो प्रकार के होंगे अुसी तरह मालिक और मजदूर ये भी हिरन और शेर की तरह होते हैं । अिन दोनों के अिटेरेस्ट अलग अलग होते हैं । ये दोनों अेक साथ कैसे चलसकते हैं ? दोनों अेक बात पर कभी नहीं मिल सकते हैं । अब थोडासा मिक्सड अेकॉनमी (Mixed Economy) के बारे में भी कहना चाहता हूँ । हम अपने यहां मिक्सड अेकॉनमी अपनाना चाहते हैं । वो तो ठीक है, मैं अिसको

मुखालिफत नहीं करता। हमारा देश जिराजती है, यहां यही पॉलिसी चल सकती है। अंसा कहा जाता है कि हिंदुस्थान की पॉलिसी मिक्सड अकॉनमी है, जैसे चायना की है। चायना के ओर हमारे हालात मिलते जुलते हैं यह बात सही है। चायना ने भी अपनी पॉलिसी मिक्सड अकॉनमी की रखी है। चायना में किसानों और मजदूरों में काफी जागृति हुआ है। वह मसलने लगे हैं कि अिसमें क्या फायदे हैं। वहां जमीन का मसला कानून के पहले तो आवाम ने ही हल किया है। कानून बनने के पहले ही वहां की अव्वाम ने अिसे मानलिया था। तो अिस तरह के हालात हमारे यहां भी आने चाहिये। तभी हमारे यहां भी मिक्सड अकॉनमी अच्छी तरह चल सकती है।

यहां लेबर ऑफीसर अपना काम अच्छी तरह नहीं करते हैं। अूनका नियरमें के लिये काओं फायदा नहीं होता है। अूनका मजदूरों से ज्यादा पालिका पर प्रेम होता है। तो जो लेबर वेल्फेअर अॅक्ट (Labour Welfare Act) है अूनको अच्छी तरह अमल में लाने के लिये जो ट्रेडयूनियन अॅक्ट (Trade Union Act) अभी है वह बदलना चाहिये। अंसा वेल्फेअर आफिसर मजदूरों की राय से अपॉइंट (Appoint) करना चाहिये जो कि मजदूरों के मुख दुःख को समझ सके। मजदूरों की जो ट्रेड यूनियन्स होती हैं अुन्हे वह किसी भी पार्टीकी क्या न हो रेकगनाइज (Recognise) करना चाहिये क्यों सभी ट्रेड यूनियन्स मजदूरों की भावओं के लिये रहते हैं। लेकिन गव्हर्नमेंट जो दूसरे पार्टीज की यूनियन्स रहती हैं अूनको नष्ट करने की कोशिश करती है। अितनाहि नहीं बल्कि अगर कोबी यूनियन यदि अपना अलग झंडा २६ जनवरी के दिन लगाती है, और कोबी अपना झंडा साथ साथ लगाकर यदि अुत्सव मनाना चाहते हैं तो अूनको अिजाजत नहीं दी जाती है। लेकिन आश्चर्य की बात तो यह है कि हमारे हिंदी मन्कृती में जब कहीं दिंडी निकलती है तो अुसमें अेक भगवा झंडा और अेक तिरंगा झंडा रहता है। अुमके बारे में कोबी अंतराज नहीं अुठाया जायेगा। लेकिन कोबी अगर लाल झंडा २६ जनवरी के दिन तिरंगी झंडेके साथ लगाये तो वह नहीं चलता है। अिस पर से गव्हर्नमेंट की मजदूरों के प्रति भी क्या अॅटिट्यूड (Attitude) है वह स्पष्ट होजाती है। जो कारखानदार काला बाजार करते हैं, जो कारखानदार मजदूरों को बेकार करते हैं, और जो ऑफिसर रूखावत खाते हैं, मैं अूनको राष्ट्रद्रोही कहता हूँ। वह सरकारके सच्चे दुष्मन हैं। सरकार अूनको तो कुछ नहीं कहती लेकिन जब भोलै किसान २६ जानेवारी के दिन लाल झंडा लगाते हैं तो अूनको राष्ट्रद्रोही कहती है। यह दृष्टीका फरक है। अितना कहकर मैं अपनी तकरीर खतम करता हूँ।

శ్రీ వెండెం వాసుదేవ్ :

అధ్యక్ష మహాశయ,

నేటి పరిశ్రమ, గృహ పరిశ్రమల విషయంలో చేసే పరిశ్రమ చాల ప్రాముఖ్యమైన పరిశ్రమ. ఆ పరిశ్రమవిషయంలో ప్రభుత్వం ఏమైనా చర్య తీసుకొంటే, దాని అభివృద్ధికి ఏమైనా సహాయం చేసేదా, అనే విషయం చూస్తే గత సంవత్సరంలో నీ, యీ సంవత్సరం లక్ష్యలుతోగాని ప్రభుత్వము యీ పరిశ్రమను అభివృద్ధి చేసేందుకు ఎంత మాత్రము సహాయం చేయకుండా, ఆ పరిశ్రమ పూర్తిగా నాశనమయ్యేందుకు తోడ్పడింది. పి. డి. యస్ పార్టీవారు, ఇతర పార్టీలవారు ప్రభుత్వమును చేసే పార్టీ కులకు సూలు అందించమని, వారికి ధనసహాయము చేయమని కోరినప్పుడు, ప్రభుత్వం దానిపై శ్రద్ధ తీసుకోకుండా ఉంది. చేసే పార్టీ కులను నిరుద్యోగులుగా తయారుచేయడం జరుగుతోంది. గత ఆ సంవత్సరము సమావేశంలో చేసే పార్టీకామీకుల అభివృద్ధికి గాను

అనుభవము తీసుకొనడానికి. మిల్లీయన్లలో కొంత భాగం వేరొక్కచోట కేటాయించబడుతుంది. అప్పుడు ఏ. డి. యు.ఎఫ్. వారీగా అందుకుంటున్నట్లు కాలక్షేప ప్రభుత్వం ఇంతవరకు ఆ పాఠశాలామి కల విషయం ఆలోచించకుండా—వారి కేటాయింపులపై అర్హతల తీసుకువచ్చారో వానిద్వారా వారి దారీద్ర్యమును తలగింపడానికి ప్రయత్నం చేయడానికి ఉద్దేశించింది. కరువు కాలాల్లో, దారీద్ర్యములో బాధపడే కార్మికులు పట్టణాల్లో ఉండటం వల్ల వచ్చే అనారోగ్యాలను, పైదరొబాగు సుస్థాయిలో ౧౦ లక్షలకు దిగి వ్యాప్తి క్షేపణకు అర్హతలను కల్పించాలి. ఈ చేసే కార్మికులను నూని ఇన్వెంచాలని కోరినప్పుడు ప్రభుత్వం ౧౦ మిల్లీయన్లకు పైగా మంది కార్మికులకు పంపకము చేసింది. ఎంతో సుకారణాల చేసిన సుకారణాలను కూడా ఎక్కువ చేసింది. ఒక లక్షా ౨౦వేల మంది కార్మికులకు కూడా పుచ్చును పోషణను పంపించాలని మాత్రమే సంజూరు చేయడం జరిగింది. వాళ్ళకు సంసారానికి నూని అవ్వబడకపోతే, కార్మికులు చేతిలో పని లోకుండా ఉన్నది. ప్రభుత్వం యీ పాఠశాలామి కలను గురించి పట్టణాల్లో పనిచేసేవారికి తెలియదు. వాళ్ళకు చేసే కౌన్సిల్ యివ్వకపోతే, వారికి లిక్కువ ధరకు నూని అందించడంకంటే మిల్లీల పోషణలో పాఠశాలామి, పాళ్ళు ఎక్కడ ముందుకు పోతారో తెలియదు. ప్రభుత్వం ఆ సమస్యను పరిష్కరించడానికి ప్రయత్నం చేయలేదు. గవ. రిచర్డ్ లో ఏ. కె. యు.ఎఫ్. వారీగా ఒక సవరణ తీయబడింది. అందులో ౧౯౫౩ వ సంవత్సరములో నూని ధర ఎక్కువగా ఉండేనట్లు ౧౦ ధరకు చేసే కార్మికులకు నూని ౧-౦౦ బేయబడాలని కోరినట్లుంది. ప్రభుత్వం దానిని గురించి ఏమాత్రం విచారణ చేయలేదు. అంతా కేంద్ర ప్రభుత్వం చేతుల్లో ఉంది; ఏ చేతుల్లో తప్పి చెబుతోంది.

మద్రాసు రాష్ట్రంలో చేసే కార్మికులకు, ప్రతి కార్మికునికి ౫౦ రూ. చొప్పున నూని పంపించే విషయం గవ. రిచర్డ్ లో ఏ. కె. యు.ఎఫ్. ప్రభుత్వం తాము పేర్కొనిన అంశాల్లో అన్నింటా రోజులకు అన్నింటా జరుగుతోంది. ప్రభుత్వం యిక్కడ కూడా పేర్కొని చేసే కార్మికులు, వారి సమస్యలను ద్వారా ప్రభుత్వం కోరినప్పుడు అక్కడ రాగి లభ్యతను పరిశీలించి చేయడానికి ప్రయత్నం చేయాలి. గుల్బర్గా జిల్లా నుంచి చేసే కార్మికులకు వచ్చే రూ. ౧౦ చొప్పున నూని పంపించాలి. కూడా ఇచ్చింది. కానీ ప్రభుత్వం మాత్రం చూడటం చేయకుండా పోయింది. కరువు పోతే పరిశ్రమలలో తయారయ్యే నూనిని చేసే కార్మికులకు అందించుటకు ఏకాగ్రత కల్పించాలి. కుండా, డాలర్ దేశాలనుంచి తెప్పించే నూని వాళ్ళకు ప్రత్యేకం చేసింది. ఈ నూనిని పరిశోధన ధర ఉంటుంది. పాఠశాలామి కల సంఘాలు చోక ధరలో నూని అందించే కోరినప్పుడు ప్రభుత్వం దానిపై ఏమాత్రం దృష్టిని పెట్టక డాలర్ దేశాల నుంచి తెప్పించి ఎక్కువధరకు అందించుతోంది. ఇంత ఎక్కువ ధరలో నూని కొని చేసే కార్మికుడు మిల్లీల్లో తయారయ్యే బట్టకు పోటీలో ఎక్కడ నెగ్గుతాడో అర్థము కావడం లేదు. గుల్బర్గా జిల్లాలో చేసే పాఠశాలామి కల ఒకడు తిండి లేక చేయుటకు పనిలేక ఉరిపోసుకొని చని పోయాడు. పాఠశాలామి కలను అభివృద్ధి చేసేందుకు ప్రభుత్వం చిన్న చిన్న పరిశ్రమలను అందించి ప్రతి పాఠశాలామి కి ౫౦ రూపాయలు—కనీసము మద్రాసు రాష్ట్రములో యిస్తున్న విధంగా ఇచ్చేందుకు ప్రభుత్వం ప్రయత్నం చేయాలి.

భారత ప్రభుత్వమునుంచి ఒక సూచన బయలుదేరింది. అదే అనుబంధానికి వస్తుంది కూడా మిల్లీల్లో తయారయ్యే బట్టపై రూపాయకు రెండు పాముల చొప్పున పన్ను వేసి, యీ చేసే పాఠశాలామి కలకు సహాయము చేసేందుకు ప్రయత్నము చేస్తోంది. ఈ పన్నుపట్ల పరిశ్రామి కి

ఓ కోట్ల రూపాయలు కేంద్ర సంఘము కట్టుకొని ఉన్నది. ఏ కేంద్ర సంఘమునకు ఉన్న ధన సహాయం చేసేందుకు ఆ పన్నువల్ల వచ్చే ఆదాయాన్ని ఉపయోగించుకోవడం జరుగుతుంది అంటే దురదృష్టవశాత్తూ గత సెషన్ లో పి. జి. యస్. వారు తప్పుగా చెబుతున్నారు. అది నిజం కాదు. అప్పుడు నిధానా లోడ్డడేండుకు ప్రస్తుతము చెబుతారు.

నేనేత పారిత్రామికుల కేంద్ర సంఘము పెద్దదిగా తాము చేస్తున్నాము. ఈ కేంద్ర సంఘము ఉన్న విధానము ఆలోచించాల్సి ఉంది. ఆ సంఘమున తాము అధ్యక్షులు ఉన్నాము. అది ఏ కేంద్ర సంఘము ఒక ప్రశ్న ఉములువేయింది. అలాంటి కార్మికులు నాలుగువందల కోట్ల రూపాయలను ఉన్న ధనము కేంద్రశాఖలో ఉన్నాయి. కోట్ల లక్షలు రూపాయలను ప్రభుత్వము ఉన్నది. అది ఏ కేంద్ర సంఘము ఆ డబ్బు ఎట్లా ఉపయోగించుకోవాలి? పారిత్రామికుల సౌకర్యములను ఏ కేంద్ర సంఘము లోంచా? అనేది ఆలోచించాల్సి ఉంది. అన్ని లక్షలు డబ్బు అధ్యక్ష కార్యదర్శిని ఉన్నట్లు ఉన్నాయి. ఆ డబ్బు తొక్కలను బట్టి చూస్తే ఆ సంఘమున వాడుకమున్న విధములు ఉన్నాయి. ఆ తొక్కలను పరిశీలించాలి. వాళ్ళు ఖర్చుపడుతున్న తొక్కలు తెలుతాను. అలాంటివి ఏవారీ చేయకుండు ప్రయత్నించాలి. నేను చెప్పే తొక్కల్లో అనుబంధాలు లేవు; నిజమేమిటో తెలుస్తోంది. ప్రభుత్వము ఆ తొక్కలను ఏవారీంచేయకు, ఆ తొక్కలను పరిశీలించుకు క్రమ తీసుకోవాలి. కేంద్ర సంఘం ఒక గవర్నర్ రాజ్యంగా తయారైంది. పారిత్రామికుల సౌకర్యాల ఉండాలి, వాళ్ళు ఉపయోగించు నూలు ఎట్లా అందరికీ పంచాలి; ఆ విషయాలన్నీ మరచిపోయి అది ఒక గవర్నర్ రాజ్యంగా తయారైంది. కేంద్రశాఖకు అధ్యక్షులుగా ఉన్నది కోంతా లక్షల గానూ, వారు దానికి బూర్జుగా నిరంకుశులుగా తయారయి, అవతాదీ డబ్బు పారిత్రామికులకు ఉపయోగ పడకుండు అనుభవంగా ఖర్చు పెడుతున్నారు. అనవసరంగా ౬౦ వేల రూపాయలు పెట్టి బిల్డింగ్ కోస్తున్నారు. ఇప్పుడు ఇది అనవసరము. ఆ డబ్బు ఉంటే, కార్మికులకు ఎందుకైనా ఉపయోగ పడేది. దాదాపు ఒక లక్ష రూపాయలు ఖర్చుపెట్టి నాలుగు మోటార్లు కొన్నారు. రెండు కార్లలో అధ్యక్షులు, కార్యదర్శిలు తిరుగుతూఉంటారు. ౪౫ వేలు రూపాయలు పెట్టి డ్రైవ్ లిఫ్ట్ నిర్మించి ౧౬ సంవత్సరముల క్రితం జరిగిన విషయం విచిస్తాను. డాక్టర్లలో ఒక మునుపాయుడు తాను ఇచ్చే పదేవేల రూపాయల చందా క్రింద ఒక ప్రెంటింగ్ ప్రెస్ కొని ఉచ్చాడు. ఈ విషయం అందరికీ తెలుసు. అప్పటినుండి నేటివరకు అది "పద్మశాలి ప్రెంటింగ్ ప్రెస్" అని పిలువ బడుతూ ఉండేది. దానిని ఈ నేనేత కేంద్ర సంఘంవారు ౩౦ వేల రూపాయలకు ఖరీదు చేసినారు. అంటే అదే పద్మశాలి ప్రెస్ "నేత" ప్రెస్ గా మారీ సంఘ ఖర్చులలో ౩౦ వేలు తొక్కకు వ్రాపి అధ్యక్షుడు, కార్యదర్శి పి. జి. గూడా, ఉపాధ్యక్షుడు గుంటల్ వర్సయ్యపంతులుగారులు పంచము చేసుకున్నారు. ఈ చరిత్ర సంస్థానముందలి పద్మశాలి ప్రెస్ వేదంవారీకల్లా తెలుసు. ఈ విధంగా నేనేత కేంద్ర సంఘం అధ్యక్ష కార్యదర్శిలు స్వార్థపరుల్లే నేనేత పారిత్రామికుల డబ్బును దీక్ష ప్రయోగపరుస్తారు.

Shri M. S. Rajalingam : (Warangal) Mr. Speaker, Sir he is making certain insinuation against an hon. Member of this House and they should not be allowed;

శ్రీ పెండె నానుజీవ్:— ఈ విధంగా ప్రజలసాక్షు క్షేస్తున్నారు. ఈ విషయాలు బాగా ఆలోచించి ఆ తెక్కలను పునర్వ్యవహారం చేయించ వలసినవిగా కోరుతున్నాను.

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker, Sir, The hon. Member is making direct charges.

• మెట్ర డ్యుటి اسپيڪر - الزامات نه لگائے -

شری پنڈم واسدیو - یہ حقیقت میں عزام کا بیسہ ہے - اسے کس طرح صرف کیا جا رہا ہے میں بتلا رہا ہوں -

شری و نائلک راؤ ودیاالنکار - آپ تو بہت اچھی اردو بول سکتے ہیں تقریر بھی اردو ہی میں کیجئے -

شری پنڈم واسدیو - حسابات اردو میں پڑھ دیتا ہوں - صدر صاحب کے پرسنل سکریٹری کے لئے سالانہ ۲۰۰۳ روپیہ صدر صاحب کے ٹور اکسنس کے لئے دیڑھ سو گیلن پٹرول اور اخراجات کے لئے اس حساب سے ہر سال ۵۸۵۰ روپیہ حالانکہ ہمارے پاس منسٹرس کو صرف ۱۰۰ گیلن پٹرول ہر ماہ دیا جاتا ہے -

مٹر ریپرنگ کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ ۲۲۵۰ روپیہ ہے - تین عورتوں کے لئے جن میں سے ایک جھاڑو دینے کے لئے - ایک پکانے کے لئے اور ایک انکے بچوں کو نہلانے دھلانے کے لئے ہے ان میں سے ہر ایک ہر سالانہ (۳۰۰) روپیے کے حساب سے جملہ (۹۰۰) روپیے خرچ ہوتے ہیں -

شری ایم۔ نرسنگ راؤ (کلرا کرتی - عام) - اسپیکر - کٹ موٹس بیٹ پر پیش ہوا ہے اسلئے جو بیٹ کی جا رہی ہے وہ غیر متعلقہ ہے - اس معاملہ پر بیٹ کرنا ہو تو الگ موٹن لایا جاسکتا ہے - اس کا تصفیہ کیا جانا چاہئے -

مெટ్ర ڈیٹی اسپيڪر - کسی - بر کے خلاف نه کہا جائے - اگر گورنمنٹ سے کوئی رقم دیجاتی ہے تو اس آرگنائزیشن کے متعلق کہا جاسکتا ہے -

شری پنڈم واسدیو - آرگنائزیشن کا جی بیٹ ہوتا ہے

(Mr. Speaker in the Chair.)

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker Sir, I rise on a point of order. The hon. Member is making insinuation against another Member of this House which said should not be done. We have to seek the protection of the Chair.

شری پنڈم واسدیو میرا وقت ضائع نہ کیجئے -

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker Sir, Mr. Deputy Speaker after having heard the hon. Member previously had

1148 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants given a ruling in the matter, and accordingly Shri Pendam Vasudev is proceeding with his speech.

Shri M. S. Rajalingam : But the ruling was not in this connection.

شری پنڈم واسدیو - گجر پریذینٹوں نے کہا گاہے اسکی بابت ۲۰ روپیہ - ایک ٹائیسٹ لیا گیا ہے اسکے لئے ۱۳۲۸ روپیہ - اس طرح صدر صاحب کے لئے (۱۰۸۱۳) روپے سالانہ خرچ نئے جاتے ہیں - اسکے علاوہ صدر صاحب کو گورنمنٹ پھرنے کے لئے جو اخراجات رکھے گئے ہیں وہ ۱۲۰۰۰ روپے ہیں - میں سمجھا ہوں کہ حیدرآباد کے مسٹرس بدکے چیف مسٹر کے لئے بھی اتنا خرچہ اس بجٹ میں نہیں تھا جو پرسوں ہمارے سامنے پیش ہوا ہے - اسلئے ہاؤز کے ہر آرڈر بل معبر کا فرض ہے کہ وہ اس پر دھیان دے - اسکے علاوہ ۱۶۰۰۰ روپیہ کی ایک کار ہے - سکرٹری صاحب کو سالانہ ۶۳۰۰ روپیہ تنخواہ اور ہر ماہ ۱۰۰ گیلن پٹرول کے اخراجات کے علاوہ سوٹر رہنرنگ کے لئے ۲۲۰۰ روپیہ ڈرائیور کے لئے ۱۱۳۰ روپیہ اور کبیر کی تنخواہوں وغیرہ کے لئے ۸۱۶ روپیہ اس طرح جملہ اخراجات ۱۷۱۸۱ روپیہ کئے جا رہے ہیں - اسکے علاوہ صدر صاحب اور سکرٹری صاحب نے اپنا نام کرنے اور شہرت پیدا کرنے کے لئے ایک آرگنائزنگ سکشن قائم کیا ہے - یہ آرگنائزرس کیا ہیں کون ہیں - کیا کرتے ہیں معلوم نہیں ؟ لیکن ان میں ایک چیف آرگنائزر ہے جسکو سالانہ (۲۳۸۳) روپیے ۷ جو نیر آرگنائزرس ہیں جنکو سالانہ (۹۹۷۶) روپیہ اور ۲۰ لوکل آرگنائزرس ہیں جنکو سالانہ (۲۳۰۲۰) روپیہ دئے جاتے ہیں انکے ٹورا کمینٹس کے لئے (۱۸۰۰۰) روپیے اس طرح ان پر جملہ خرچ (۵۳۹۸۰) روپے سالانہ ہوتا ہے اسکے علاوہ وہاں بہت سا اسٹاف ہے جن کا سالانہ تقریباً (۲۰۰۰۰) روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے جو غیر ضروری ہے صدر صاحب پورے اپنے حکم برداروں کو جمع کر بیٹھے ہیں اور انکو یہ تنخواہیں دی جاتی ہیں -

	Rs.
General Manager ..	4,800
Joint Cashier ..	2,064
Supply Officer ..	2,484
Office Superintendent ..	2,484
Organisation in Chief ..	24,84

اسے بہت سے لوگ ہیں جو غیر ضروری ہیں - ان تمام غیر ضروری لوگوں پر سالانہ (۲۰۰۰۰) روپے سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے -

اب میں حیدرآباد اسٹیٹ کے ٹیکسٹائل کمیشنر آفس (Textile Commis- sioner's Office) میں جو خرچہ ہوتا ہے اور آل حیدرآباد ٹیکسٹائل کمیشنر آفس

اسوسی ایشن (All Hyderabad Weavers Assosiation) کے سٹریٹ آفس میں جو خرچہ لگا جانا ہے انکو بہ طور سال یہاں رکھنا چاہتا ہوں۔

ہیدرآباد ویورس اسوسی ایشن کے سٹریٹ آفس کے اسٹابلمینٹ (Establishment) پر (۱۹۲۸۶۲) روپے خرچ ہوتے ہیں اور ٹیکسٹائل کمسنر کے آفس کے لئے (۷۴,۷۰۰) کا خرچہ ہونا ہے۔ ٹیکسٹائل کمسنر آفس کے لئے ٹراولنگ الونس کا خرچہ ہے (۶۳۴۰) روپہ۔ لیکن ویورس اسوسی ایشن میں اس کے لئے (۳۵) ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اسی طرح گھر کے کرایہ وغیرہ کے لئے ٹیکسٹائل آفس کے لئے (۵۰۱۰) روپے اور ویورس اسوسی ایشن کے لئے (۱۵) ہزار روپے۔ پرنٹنگ چارج کے لئے ٹیکسٹائل آفس میں (۱۰۳۰) روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن یہاں (۱۸) ہزار روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں (کیا کیا چیزیں پرنٹ کی جاتی ہیں نہیں معلوم) پوسٹیج (Postage) کا خرچہ ٹیکسٹائل آفس میں (۱۴۶۰) روپیہ کا ہوتا ہے۔ یہاں (۳۶۰۰) روپیے ہوتے ہیں۔ ٹیلیفون کے لئے وہاں (۶۲۰) روپیے ہیں یہاں (۳) ہزار روپیے ہیں۔ اس طرح سے ہمارے عوام کا بیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اب یہاں سے میں تلگو میں بولتا ہوں۔

ఈ విధంగా నేను తెక్కలు విసిపించినట్లుగా ప్రజల సాత్తు నాశనమయ్యే పరిస్థితికి వచ్చింది. ఈ విధంగా తప్పడు వ్యవహారాలు జరుగుటంవలన ప్రజలలో సహకార సంఘాలు పెట్టుకునేందుకు ఉత్సాహము లేకపోయింది. ఈ సహకార సంఘాలు పెనుధూతంతా ప్రజలకు కనబడుతున్నాయి. కేంద్ర సహకార సంఘం ప్రజల ఉబ్బును ఆ కార్యదర్శి అధ్యక్షులు జేసి అనవసర ఖర్చులకు ఉపయోగిస్తున్నారు. ఈ విషయమై ప్రభుత్వం వాళ్ళపై తీవ్ర చర్య తీసుకొని దాని విచారణకు ఒక కమిషన్ ఏర్పాటు చేయాలని కోరుతున్నాను. పి. డి. యు. వారిచే సూచించబడ్డ సూచనలు అమలులో పెట్టి చేనేరవారి కష్టాలను తొలగించాలని కోరుతున్నాను.

شری وی۔ ڈی۔ دتھپانڈے۔ سٹراسپیکر۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آئریبل فینانس منسٹر نے اپنی تقریر میں کہا کہ

“ What is wrong with mixed economy ?

یعنی مخلوط معیشت میں کیا ہرج ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میکسڈ اکنامی (Mixed Economy) میں کوئی ہرج تو نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ

“ What is at the helm of affairs.

میکسڈ اکنامی کی چوٹی کس کے ہاتھ میں ہے؟ کون اس کو چلاتا ہے؟ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ روس اور چین میں کس طرح کام ہو رہا ہے اس کے بارے میں آئریبل فینانس منسٹر مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ دنیا کے اندر پہلے ورکنگ کلاس اسٹیشن ہیں جہاں جمہوری اور عوام کی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اسے ہماری حکومت محسوس کر رہی ہے اور وہاں کے کاموں کا مطالعہ کر رہی ہے۔ میں اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر اس سلسلہ میں مطالعہ کرنا ہی ہے تو ٹھیک طور پر کیا جائے۔ لیکن نے سنہ ۲۲ ع میں جو نیو اکنامک پالیسی (New Economic Policy) روس

کے اندر لائی اوس میں یہ بتایا گیا تھا کہ کونسی چیزیں کس طرح لائی جاسکتی ہیں۔ اگر انریبل فنانس منسٹر اور آنریبل منسٹر فار کانسرو - انڈسٹریز اینڈ لیبر بھی اس کا مطالعہ کریں اور اوسکو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں پہلے تو زمینداری کو پوری طرح ختم کر دیا گیا۔ لوکل مارکٹ جو سکڑا ہوا تھا اوس کو پھیلا دیا گیا اور کھلا کر دیا گیا تاکہ وہاں کے عوام زیادہ پیسہ حاصل کر سکیں اور اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے کیلئے جیب میں پیسہ رکھ سکیں۔ اسکی وجہ سے قوت خرید بڑھتی ہے اور سرمایہ کا اچھا استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بنیادی چیز کو یہاں راج کر کے بارے میں ہماری حکومت کو ہچکچاہٹ ہو رہی ہے۔ اگر ہم ہمارے ٹینسی ایکٹ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں براسپرس نینٹری (Prosperous Peasantry) پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم لوکل مارکٹس تیار نہ کریں۔ جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے مکسڈ اکائی کاپیٹل سے نہیں چل سکتی۔

ہمارے یہاں کے ایکسپورٹ اور ایمپورٹ ٹریڈ (Export and Import Trade) کی یہ حالت ہے کہ آج اگر کوریا میں جنگ مدہم پڑ جاتی ہے تو امریکہ ہماری چیزیں خریدنا چھوڑ دینا ہے اور اوں کی قیمتیں گرجاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سٹر کا بجٹ اور ہارا بجٹ کم عو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں فارین ٹریڈ (Foreign Trade) پر کنٹرول (Control) نہیں ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ انڈسٹریز (Industries) کو حکومت نے اپنے قبضہ میں نہیں لیا ہے۔ یہ تین اہم چیزیں ہیں جن کی تکمیل کے بغیر مکسڈ اکائی کاپیٹل نہیں ہو سکتی۔ مجھے تو یہی الفاظ دہرانے پڑتے ہیں کہ بڑے بڑے زمینداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہماری چوٹی رکھی گئی ہے اور اسٹٹ کیپٹلزم (State Capitalism) کا طریقہ یہاں لایا جا رہا ہے۔ مجھے آج حکومت پر یہ نکتہ چینی کرنی ہے کہ مکسڈ اکائی کی باتیں تو کہی جاتی ہیں لیکن بنیادی چیزوں کو سامنے نہیں رکھا جاتا۔ کامریڈ ماؤ نے کہا تھا کہ روس اور چین میں اتنا پیریڈ (Period) نہیں رکھا گیا بلکہ (۱۰) سال تک مکسڈ اکائی کو چلانے کا طریقہ رکھا گیا۔ وہاں بنیادی باتیں کی گئی تھیں۔ اول تو یہ کہ لوکل مارکٹ بڑھا یا گیا۔ دوسرے یہ کہ بڑی بڑی انڈسٹریز کو اپنے قبضہ میں لیا گیا اور تیسرے یہ کہ فارین ٹریڈ (Foreign Trade) کو اپنے قبضہ میں رکھا گیا۔ ہندوستان کے اندر بھی کمیونسٹ پارٹی اور پی۔ ڈی۔ ایف پارٹی بھی چاہتی ہے کہ مکسڈ اکائی رہے لیکن یہ سوال بھی ہمارے سامنے ہے کہ سرمایہ داری کو پوری طرح ختم کیا جائے۔ ہم اس طرح کی مکسڈ اکائی چاہتے ہیں۔ لیکن حکومت ایسی باتوں پر عمل کرنے سے گریز کرتی ہے اور پھر مکسڈ اکائی کی باتیں کہی جاتی ہیں۔ مجھے تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ

There is every thing wrong in mixed economy.

آپ تو ہماری چوٹی کو سرمایہ داروں اور زمینداروں کے ہاتھ میں دینے والے ہیں۔ آپ تو بجٹ میں جاگیرداروں اور نظام کے لئے کروڑوں کا معاوضہ رکھتے ہیں۔ کامریڈ لینن نے جو پالیسی اختیار کی تھی ہم تو اسکے پیرو ہیں لیکن آپ جو گاندھی جی کے پیرو ہیں

General Budget—Demands for Grants 20th March, 1953 1151

کیوں اون کے کہنے پر عمل نہیں کرتے؟ کیوں نہیں آب نظام کے پاس ایک برومین (Procession) لہجا کر کہتے کہ آج ملک میں ہزاروں لاکھوں آدمی مصیبت میں ہیں۔ ملک کے اندر پروزگاری پھیلی ہوئی ہے اب اس سال (۵۰) لاکھ روپیہ نہ لیں؟ آئندہ سال کے لئے بھی مرکز سے اپیل کر کے اس رقم کو بند کرا سکتے ہیں۔ لیکن اب یہ نہیں کرتے۔ بلکہ جاگیرداروں کے لئے بونے دو کروڑ کا معاوضہ اپنے بجٹ میں رکھتے ہیں۔ جب تک آب ان چیزوں پر غور نہیں کرینگے مکسڈ اکائی کسی طرح عمل میں نہیں آسکتی۔

بولیس ایکسن کے بعد یہاں کی صنعتوں کو جو بڑے بڑے سرمایہ دار چلا رہے تھے اور مافع کمارھے تھے اس کی جانچ کے لئے حکومت نے دو تین آدمیوں کی کمیٹی بنائی تھی جس میں دو تین آدمی دینس راج۔ دانڈے کروغیرہ تھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ تو پیش کر دی لیکن اس کو چھاپنے کی ہمت اب کو نہیں ہوئی۔ مجھے حکومت سے یہ کہنا ہے کہ یہ صنعتیں پہلے کس طرح چلائی گئیں۔ کیسے کاروبار رہے اور کیسے منافع حاصل کیا گیا یہ سب باتیں ایوان کے سامنے لانا چاہیئے۔ جب کہنی اس کی پیش کرنے کے لئے کہا گیا تو حکومت نے یہ جراب دیا کہ یہ کانفیڈنشل (Confidential) اور انتظامی معاملہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہ کوئی کانفیڈنشل معاملہ ہے اور نہ کوئی انتظامی معاملہ بلکہ لاکھوں روپیہ کا فائدہ خانگی طور پر حاصل دیا گیا۔ اس لئے اس کو پیش نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کو ایوان کے سامنے لانا حکومت کا فرض ہے۔ دس کروڑ سرمایہ انڈسٹریل ڈسٹ فنڈ کی جانب سے آٹھ دس کمپنیوں میں لگایا گیا۔

آلوین میٹل ورکس میں.....

Mr. Speaker: The Member should speak on the Cut Motion.

Shri V. D. Deshpande: Yes, I am coming to that.

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آلوین میٹل ورکس میں لاکھوں روپیہ کا سرمایہ لگایا گیا۔ مگر اس سرمایہ سے ایسی چیزیں خریدی گئیں جن سے اب تک کام نہیں لیا گیا۔ اس کو لاکڈ اپ کپٹل (Locked up Capital) بنا دیا گیا تین سال سے اس کہنی میں کچھ کام نہیں ہوا۔ اس کے لئے کس کو سزا دی گئی اسی طرح ہرن گن فیکٹری کے لئے لاکھوں روپیہ دیکر زمین خریدی گئی۔ ماہرین نے اس کے متعلق کہا کہ اس زمین کو تھوڑی رقم دیکر خریدا جاسکتا ہے لیکن اس کے متعلق کوئی اسٹپس (Steps) نہیں لئے گئے۔ ایک طرف تو مکسڈ اکائی کی باتیں کہیں جاتی ہیں اور دوسری طرف سرمایہ داروں کو پناہ دیجاتی ہے۔ ہم سے یہ کہا گیا کہ کلڈنی بھون کے لئے انہوں نے ۱۰ لاکھ روپیہ دیا تھا اس واسطے اون کی شرط منظور کی گئی۔ ممکن ہے میرا کہنا غلط ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دال میں کالا ضرور ہے۔ اسی طرح تاج گلاس ورکس کے لئے جو شیٹ گلاس کی مشینری منگوائی گئی تھی وہ وسیع

ہی بڑی عسری ہے۔ وہاں کی آدمی عبارت کھنڈر کی طرح کھڑی ہے۔ جو مشنری منگوائی کئی وہ وسی ہی بڑی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب حکومت کے پاس سرمایہ نہیں تھا تو اس مشنری کو کیوں منگوایا گیا۔ ؟ عوام نسانوں اور مزدوروں کا وہ پیسہ جو ٹیکس سے جمع کیا گیا کیرن اس طرح تباہ کیا گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سوری پوری تحقیقات ہونی لازمی ہے کہ وہاں کا پیسہ کس طرح استعمال کیا گیا۔ اب نارابور والا وہاں کے مینیجر ہو کر آئے ہیں۔ نظام کا (۲ =) لاٹو روپیہ وہاں لایا گیا لیکن وہ روپیہ بھی من مانے خرچ کیا جا رہا ہے مسٹر ایرانی جو پہلے یہاں تھے اور جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ انہوں نے وہاں کچھ گڑبڑ کی تھی اور بمبئی کی ”اسٹیل ایج“ کمپنی کو اپنے قبضہ میں لیا تھا اب پھر بلا کر اڈوائزر (Adviser) بنایا گیا ہے مال کی ڈمپنگ (Dumping) کی جارہی ہے۔

Mr. Speaker: The member should confine to his cut motion.

Shri V. D. Deshpande: I am speaking only on the cut motion.

Mr. Speaker: There is no cut motion regarding Allwyn.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میرا کٹ موشن چونکہ انڈسٹریل پالیسی کے بارے میں ہے۔ اس وجہ سے میں یہ چیزیں ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آؤین سیٹل ورکس میں اس طرح عمل کیا جا رہا ہے۔ بمبئی کے انڈر جو اسٹیل ایج کمپنی ہے اس کو اینڈکس کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور مال وہاں ڈمپ (Dump) کیا جا رہا ہے۔ نظام سے بھی جو روپیہ ملا تھا وہ ختم کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مزدوروں نے اس کے خلاف آئی۔ ٹی پی میں درخواست بھی دی تھی لیکن کچھ روک تھام نہیں ہوئی۔ اس انڈسٹری کو اپنے خانگی منافع کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہاؤز کے ممبرس کی ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی جائے جو اس معاملہ کی جانچ کرے کہ آئی ٹی۔ پی کو جو پیسہ دیا گیا اس کو کس طرح استعمال کیا گیا۔

دیگر انڈسٹریز کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ سرپور پیپر ملز پرائیویٹ کنسرن (Profitable concern) تھا جس میں تقریباً ۶ لاکھ کا فائدہ ہورہا تھا۔ اگر اس میں چالیس پچاس لاکھ کا اور سرمایہ لگایا جاتا تو مزید (۱۸) لاکھ روپیہ کے فائدہ کا امکان تھا۔ اس وقت ہم کر انڈسٹریز سے (۳) پرنٹ کی آمدنی ہوتی ہے لیکن میسور میں (۸) پرنٹ اور بمبئی میں (۶) پرنٹ آمدنی انڈسٹریز سے ہوتی ہے۔ چین کی مثال اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم ہے جہاں زیادہ تر آمدنی پبلک سیکٹر (Public Sector) سے وصول ہوتی ہے۔ اس وجہ سے میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ انڈسٹریز کے متعلق حکومت کی جو پالیسی ہے اسے درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکو عوامی سائیکس میں ڈھالنا چاہئے تب ہی مسئلہ اکائی کامیاب ہو سکتی ہے۔

میرا ایک اور کٹ موشن مرہٹواڑہ کے ٹیکسٹائل (Textile situation) سچویشن کے بارے میں ہے جس کے سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسٹیش کے مقابلہ میں یہ ان نیچرل اسٹیٹ (Un-natural State) ہے اسکی وجہ سے ہماری انڈسٹریز کا معیار گر رہا ہے۔ مرہٹواڑہ میں اگر چیک-کاس کی کافی پیداوار ہوتی ہے لیکن وہ علاقہ چونکہ مہاراشٹرا کے تحت نہیں اور نہ وہاں زیادہ سرمایہ لگا یا جاسکتا ہے اس لئے وہاں کی کپاس باہر چلی جاتی ہے۔ وہاں صرف دو تین ٹیکسٹائل ماڈر چل رہی ہیں جو ناکافی ہیں۔ اس لئے مرہٹواڑہ میں ٹیکسٹائل انڈسٹریز نو بڑھانے کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ وہاں اتنی کپاس پیدا ہوتی ہے کہ دو نہیں (۴۴) ملیں چل سکتی ہیں۔

لیبر ڈارٹمنٹ کے بارے میں مختصراً عرض کرونگا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس سنسٹری میں وہ سنسٹر صاحب نہیں ہیں جنہوں نے ہم سے کئی وعدے کئے تھے کہ ایک سال کے اندر میں یہ ڈروننگ اور وہ ڈروننگ۔ نانڈیڑ میں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہاں کی یونین کو ریگنٹائز (Recognise) کیا جائیگا وہاں سکرٹ بیلٹ (Secret ballot) لیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں لیبر کمانڈر نے اعلان کیا کہ ۱۲۔ تاریخ کو سکرٹ بیلٹ لیا جائیگا۔ لیکن ۱۱۔ تاریخ کو آئی۔ این۔ ٹی۔ یو۔ سی والے کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں الیکشن میں نہیں آئے۔ ریکگنیشن (Recognisation) کا سوال ویسے ہی باقی رہتا ہے۔ جب ہم نے اس سلسلے میں ہاؤس کے سامنے ایک ریزولوشن لایا تو کہا گیا کہ ایسی بات نہیں ہے ہم سیکریٹ بیلٹ کے اصول کو ماننے کیلئے تیار ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ جب ہمنے ڈیرنس الونس (Allowance) کا سوال اٹھایا تو کہا گیا کہ ایک سب کمیٹی قائم کیجیگی ہے لیکن ایک سال گزر گیا اب تک لچھ بھی نہیں ہوا۔ جب ہم نے سونگنی بھتہ جوڑنے اور بونس دینے کیلئے سوال کیا تو بمبئی کی طرح دیا گیا۔ لیکن بمبئی میں گرائی کا نیوٹرالائیزیشن (Neutralisation) ۸۰۔۹۰ فیصد ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں ریزولوشن لانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن کہا گیا کہ ہم یہ چیز کرنے والے ہیں اس کے لئے کسی ان ایکٹمنٹ (Enactment) کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہماری اس زمانے کی مانگیں اب تک پوری نہیں ہوئی ہیں۔ جب تک وہ پوری نہیں ہوں گے یہ قطعاً نہیں سمجھ سکتے کہ لیبر ڈارٹمنٹ مزدوروں کی بہلائی کیلئے کام کرتا ہے۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ شاہس اینڈ اسٹابلشمنٹ ایکٹ (Shops and Establishment Act) پر بہت ہی بری طرح عمل ہو رہا ہے۔ خاص کر ہوتلوں میں بچوں سے (۱۸) گھنٹے کام لیا جاتا ہے۔ اس ایکٹ کو عمل میں لانے میں حکومت بری طرح ناکام رہی ہے۔ اگر کوئی کارکن اس سلسلے میں کوشش کرتا ہے تو اس کو فوراً ہر خاست کر دیا جاتا ہے اور اس کے لئے اس کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ اپیل کرے۔ ہم نے پچھلے سشن میں یہ مانگ کی تھی کہ اگر کوئی مزدور ریزن اپیل کرونگا (Reasonable Grounds) کے بغیر نکال دیا جائے تو اس کے لئے

ایڈل ڈا سرچھرنا چاہئے۔ لیکن یہ نہیں رکھا گیا اس سے سٹاپس اینڈ اسٹابلشمنٹ ایکٹ کا مقصد قرب ہو جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو ڈیلی ویجز (Daily Wages) پر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح کے قیود کو ختم کرنے میں سٹاپس اینڈ اسٹابلشمنٹ ایکٹ عملاً ناکام ثابت ہو چکا ہے۔ اس ایکٹ کو صحیح طور پر عمل میں لانے کے بارے میں سوچنا چاہیے اس کے بغیر بہت سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

میں نے ایک سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ (Stationery and Printing) کے بارے میں بھی دبا ہے اس کی نسبت پچھلے سال رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ وہاں کام بہت زیادہ ہے۔ ہر سکاہے کہ وہاں دو شفٹ چلائی جاتی ہیں۔ میں ایوان کا ایک ممبر ہونے کے ناطے یہ دیکھا ہوں کہ ایوان کے ایک سٹن کی رپورٹ ہمیں دوسرے سٹن میں ملتی ہے۔ دوسرے تیسرے سٹن کی رپورٹس تو ملی بھی نہیں نہ معلوم وہ کب ملیں گی۔ اس طرح آج وہاں کی ایسی آفیشینسی (Efficiency) ہے۔ ایوان کے ذمہ دار ممبر ہونے کے ناطے ہمیں ایوان کی پروسیدنگس وقت پر ملنی چاہئیں تاکہ ہم ان کی روشنی میں کام کر سکیں۔ میں آریبل فنانس سنسٹر سے اپیل کروں گا کہ اگر لیجسلیچر کے پروسیدنگس کی پرنٹنگ پریس کی ضرورت ہو تو اس کے لئے لاکھ دو لاکھ روپے دئے جائیں تاکہ ہم کو وقت پر پروسیدنگس ملیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میزان پریس یا اعظم اسٹیم پریس خالی ہیں۔ انہیں لیجسلیچر کے لئے خرید لیا جاسکتا ہے۔ میں نے اپنا کٹ موشن خصوصاً اس غرض سے پیش کیا ہے تاکہ ہماری رپورٹس وقت پر پرنٹ ہونے کا انتظام ہو۔

لیبر ڈپارٹمنٹ سے مجھے ایک اور شکایت ہے جس کو میں نے اس سے پہلے بھی ہاؤس کے سامنے لایا ہے۔ اس کی سب کمشنر مہینوں کام کرتی ہیں لیکن وقت پر کام نہیں تکمیل پاتا۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک کٹ موشن پیش کیا ہے۔ آج زرعی مزدوروں کی ضرورتوں کا سوال انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے لئے ایک سب کمیٹی فارمنی ویجز فار

ایگریکلچرل لیبر (Sub-Committee for Minimum Wages for Agri-cultural Labour) قائم ہوئی ہے جس کی سب کا مرید کمال دیوی بھی ہیں۔ حال میں انہیں کچھ میٹریل ملا ہے۔ کئی مہینے ہونے کے باوجود اس کمیٹی کی جانب سے کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ میں لیبر ڈپارٹمنٹ سے اپیل کروں گا کہ اس کی جو سب کمیٹی کام کر رہی ہیں ان سے جلد کام تکمیل کروائے۔

مجھے لیبر ڈپارٹمنٹ سے ایک اور شکایت یہ ہے کہ اس کی الگ الگ کمیٹیوں میں لیبر آرگنائزیشنس (Organisations) کو صحیح نمائندگی نہیں ملتی۔ لیبر ڈپارٹمنٹ کو آئی۔ بی۔ سی۔ سی۔ ہی کی تائید نہیں کرنا چاہئے بلکہ ملک میں جو دو تین آرگنائزیشنس ہیں انہیں بھی برابر نمائندگی ملنی چاہئے تاکہ وہ آرگنائزیشنس بھی اپنے اپنے خیالات پیش کر سکیں اور لیبر کی صحیح نمائندگی ہو سکے۔

ٹیکسٹائل مل ورکرز یونین (Textile Mill Workers Union) کے صدر ہونے کے ناطے بھی مجھے یہ کہنا ہے کہ ٹیکسٹائل ملز کو اسٹینڈرڈ سے کام کرنے کیلئے

حال ہی میں جو کمپٹیاں بنائی گئی ہیں ان میں عتبان شاعی ملاز، اعظم جاہی ملز اور گلبرگہ ملز کے ورکرس نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ایک ہی گروپ کے لوگوں کو اس میں لیا گیا ہے۔ جس سے پوری طرح ٹکسٹائل مل ورکرس کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ حکومت کو اپنی اس پالیسی کو درست کرنا چاہئے۔

آخر میں مجھے ری سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ (Re-settlement Department) کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ پہلے جو اعداد ہمیں دئے گئے تھے اس میں بتایا گیا تھا کہ سنہ ۱۹۵۱ع میں (۲۰۸۶۶) لوگوں نے اپنے نام رجسٹر کروائے جن میں سے (۱۸۳۸) لوگوں کو نوکری دلائی گئی۔ اس سال کے جو اعداد حکومت نے دئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (۲۰۷۶۷) لوگوں کو رجسٹر کیا گیا ان میں سے (۳۸۷۹) لوگوں کو نوکری ملی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ہزار لوگوں میں (۳۸۰۰) کے قریب لوگوں کو روزگار دلا یا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بیروزگاری کس حد تک بڑھی ہوئی ہے۔ آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ وہ اس سروس میں (Ex-Servicemen) کو کام پر لگانا چاہتے ہیں لیکن وہ دوسرے مقام پر جانے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ حال ہی میں مجھے ایک وفد لیکر چیف منسٹر صاحب کے پاس جانے کا موقع ملا۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ کہیں بھی جانے کیلئے تیار ہیں انہیں روزگار چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ زمین دینے کیلئے تیار ہیں تو میں ابھی دو چار سو آدمی دینے کیلئے تیار ہوں وہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ روزی چاہتے ہیں۔ لیکن جب تک ہمارا ری سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ ٹھیک طور پر اس مسئلہ کو حل نہ کرے گا یہ مشکل بڑھتی جائیگی اور جیسا کہ کامریڈ مخدوم نے کہا اگر بیروزگاری کا مسئلہ اسی طرح بڑھتا جائے تو ایک دن یہ حکومت اس کے اثرات کا مقابلہ نہ کر سکیگی اور ملک کا امن و چین برقرار رہنا مشکل ہو جائیگا۔ میں حکومت کے سامنے یہ چیز پر زور طریقہ پر رکھ دینا چاہتا ہوں۔

ایک اور بات مجھے آخر میں کہنی ہے مخلوط معیشت مکسڈ اکاٹمی (Mixed Economy) ہاری بھی پالیسی ہے۔ ہم اسکی تائید کرتے ہیں لیکن پبلک سیکٹر (Public Sector) کو اس میں اہمیت دینی چاہئے۔ اور یہ عوام کے زیر نگرانی ہونا چاہئے ایسے پٹریانک (Patriotic) کارخانہ دار جو ملک کی ترقی چاہتے ہیں اور اینگلو امریکن اکاٹمی (Anglo-American Economy) کے خلاف ہوں انہیں لیا جاسکتا ہے۔ ملک کی صنعتوں کو ترقی دینے اور بیروزگاری کو دور کرنے کیلئے اس طرح ہم مکسڈ اکاٹمی آتی ہے تو ہم اس کو ویلکم (Welcome) کرتے ہیں۔ کامریڈ لینن نے جس ہمت کی ضرورت بتلائی ہے اگر آنریبل فنانس منسٹر اور آنریبل منسٹر فار لیبر۔ کامرس اینڈ انڈسٹریز ایسی ہمت بتلانا چاہتے ہیں تو میں بھی پی۔ ڈی۔ یف کی جانب سے یہ کہوں گا کہ ہم بھی ویسی ہی ہمت ہر طریقہ سے دکھلانے اور حکومت کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں۔ یہ ہمارے ملک کیلئے فائدہ مند ہو سکتی ہے۔ لیکن ایسا نہ کرتے ہوئے جیسا کہ کہا گیا آب و آتش ایک جگہ لانے کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اس میں غریب عوام پانی کی طرح بھانپ ہی جائیں گے۔ اور ہر ماہ داروں اور زمینداروں کی آگ جلتی رہیگی اور اس آگ سے مقابلہ کرتے کیلئے ہمیں تیار رہنا پڑیگا۔

Shri M. S. Rajalingam: Just now, we have heard one of the hon. Members making certain allegations, or, in a way, framing a charge-sheet, against another hon. Member on this side of the House. Personally, I feel that, if the facts, that have been placed before the House, are true, they would constitute a sufficient subject-matter for a no-confidence motion to be moved in the organization or must have been a sufficient material to impress upon the Government that financial aid to that particular organization should not be given. But unfortunately, the way in which it has been put, I think, is not proper. I also feel that such things in such a way should not have been brought before this August Assembly. Moreover is not a healthy and proper convention that we should develop in the House.

Next, Sir, coming to the other point I have to deal with, I wish to say that it is time that Government should think of having an effective control over mills—at least in mills wherein it has invested a sufficient capital. I have been feeling that, so far as promotions, recruitment and transfers, etc., in such mills are concerned, there is a lot of injustice done to a worker who, either by conviction or for various other reasons, is not in a position to associate himself with a particular trade union or sometimes not in a position to tune to the managerial tone. He falls a victim and has to face certain hardships. I do not think, Sir, that these things could be checked without an effective control on the part of the Government. I wish that Government, instead of thinking that it should step in only as and when there is a major crisis in mills, should, also in the ordinary routine, think of protecting the rights of individuals who otherwise might succumb to hardships.

I have also, through experience, learnt that as far as the question of seniority and merit goes in each and every mill, there are certain hardships and I have reason to feel that the Labour Department is not in a position to solve all of them. It is not because that the Labour Department has no mind to solve them but, as things stand, they seem to feel that these individual disputes are not to be entertained till they take a shape of collective dispute. That means, that a worker who is not able to organize a collective movement for the redress of his particular grievances, is not in a position to get justice from the hands of the Government, much less from the management. Such being the case, it is high time that Government should think in the direction of effective control over such mills. I think it is the same feeling that

has been expressed on the question of effective control by Members on the other side of the House and I fully agree with them. I do not, however, know whether they fully agree with me so far as the approach to the question is concerned.

There is another reason for which I have been pleading this. I am afraid that generally the managers or the managements have been adjusting to that particular person or those or group of persons who make them feel that they have got the right of might. By 'Right', I do not mean the moral right; I mean 'physical right' or the capacity to strike at the management. To such things, managements are generally yielding. As a result of this, due justice is not forthcoming in individual cases. Taking advantage of these situations, undesirable persons enter the mills in order only to precipitate strikes and further the cause of certain movements which are not of trade unionism. It is also essential that in mills there should be uniformity of grades, uniformity of work in a similar pattern of mills,—say, textiles. This should be brought forth, in the general interests of the employees.

It is only governmental interference specially and at a high level that is going to bring them and if that is not done, I am afraid there will be no help to the right cause and right individual. Hence, I request that effective control of the Government should be there.

I would now like to refer to one more point raised by an hon. Member and that is the charge that the hon. Minister for Commerce and Industries holds the portfolio of labour also, as a result of which justice may not be done to labour. I think, Sir, that this is an experiment worth trying. Of course, it is a conflict of interests and the conception behind the two interest is different. In spite of that due to the fact that the Congress has always stood for the principle of adjudication and arbitration, and has been able to evolve compromise between the private enterprise and the labours, by following the spirit of collective bargaining of the commoner and the worker, I therefore, think that this experiment should be given a fair trial and I think it proves successful.

شری لکھن کونڈا (آصف آباد - عام) - مسٹر اسپیکر سر - کانچ انڈسٹریز
(Cottage Industries) کے تعلق سے جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے اس میں کافی تبدیلی

کی ضرورت ہے۔ میجر انڈسٹریز کی حد تک جس حد تک مدد کیجاتی ہے اسکے مقابلہ میں کالینج انڈسٹریز کو کافی براویژن (Provision) نہیں دیا جاتا ہے۔ تاوقتیکہ زیادہ امداد نہ کیجائے ترقی نہیں ہو سکتی۔ کالینج انڈسٹریز کیلئے آئی۔ ٹی۔ ایف کی جانب سے زیادہ فنڈ محفوظ نہیں کیا گیا ہے اور نہ دیا جا رہا ہے۔ کالینج انڈسٹریز کا ڈیولپمنٹ موجودہ حالات میں بغیر کوآپریٹیو آرگنائیزیشن کے ناممکن ہے، یہ میں صاف طور پر مانتا ہوں۔ ایسی صورت میں گورنمنٹ کا فرض ہو جاتا ہے کہ کوآپریٹیو آرگنائیزیشن کو آگے بڑھائے۔ اسکو بھی پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ کالینج انڈسٹریز میں حالات سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کیلئے بعض لوگ غلط طور پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ آنریبل ممبر گجویل شریف نے کہا۔ یہ مسئلہ کئی مرتبہ فلور آف دی اسمبلی (Floor of the Assembly) پر آچکا ہے اور میں نے عرض بھی کیا ہے کہ اسکے پیچھے کیا یاک گراونڈ (Background) ہے۔ ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی کا لاگ بک (Lague Book) ہے اسکا بجٹ ہے اسکا حساب کتاب ہے۔۔۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ بجٹ تو آپ نے آدھے گھنٹے کے اندر پیش کر لیا۔

شری لکشمین کونڈا۔ غلط ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں چیلنج کے طور پر کہتا ہوں کہ ایسا ہی کیا گیا ہے۔ کیا آپ میرا چیلنج قبول کریں گے۔

شری لکشمین کونڈا۔ میں نے خود گورنمنٹ کو چیلنج کیا تھا۔ لیکن گورنمنٹ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ کوئی خرابی یا کوئی قصص نکالے۔ گورنمنٹ کے آڈیٹر وہاں آئے تھے۔ خود چیف آڈیٹر صاحب آئے تھے انہوں نے حساب کتاب کی جانچ کی اور رپورٹ مرتب کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ حیدرآباد کے کسی آرگنائیزیشن میں کسی جگہ اتنے اچھے حسابات نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ تشریح کی بات اور کیا ہونی چاہئے۔ جنرل ہاڈی میٹنگ بھی ہوئی تھی اس میں جنرل بجٹ پیش کیا گیا تھا۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں گورنمنٹ سے یہ خواہش کرونگا کہ کالینج انڈسٹریز کی ترقی میں جو لوگ رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں اور جو ہرجا رکیا جا رہا ہے اسکو پوری قوت سے کچلنا چاہئے تب ہی کالینج انڈسٹریز ترقی کر سکتی ہیں۔ سنہ ۵۳ء میں جنرل ہاڈی میٹنگ میں تین کمیونسٹوں کے خلاف۔۔۔۔

شری لکشمین کونڈا۔ جناب نے چونکہ اجازت دی تھی اسلئے میں خلاصہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر اجازت نہیں دیتے ہیں تو میں اسکو چھوڑتا ہوں کالینج انڈسٹریز پر جنکو (Faith) نہیں ہے اونکا پہلے قلع قمع کرنا چاہئے تب ہی کالینج انڈسٹریز ترقی کر سکتی ہیں۔ یہی میں گورنمنٹ سے کہوں گا۔ حال میں گورنمنٹ نے کالینج انڈسٹریز کوآپریٹیو سوسائٹی کو جو تین لاکھ روپیہ دیا ہے اسکے لئے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جھوٹے پروپیگنڈے کے اثر میں نہ آکر حکومت مزید رقم دے گی۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मिस्टर स्पीकर सर, आज इंडस्ट्रीज और लेबर डिपार्टमेंट (Industries and Labour Department)के बजटपर जो कुछ बहम हुई वह बहुतहि अज्युकेटिव्ह (Educative) और कंस्ट्रक्टिव्ह (Constructive) हुई। बहुतमे मेंबरोंने बहुत कुछ बातें बतलाई हैं। मैं अउनके अउपर अच्छीतरह से गौर करूंगा, और अउनपर अच्छी तरह सोचूंगा कि जो अच्छे सजेसन्स (Suggestions) किये गये हैं अउनको किम तरह अमल में लाया जाय। यहां ऑनरेबल मेंबरोंने जो सजेस्टिव्ह डिस्कशन (Suggestive discussion) किया असके लिये मैं अउनका तहे दिल से शुक्रिया आदा करता हूं।

मैं पहले जो छोटे छोटे चीजों के बारे में अंतराजात किये गये हैं अउनके बारे में कहना चाहता हूं। अउनमें बहोत से अंतराजात की तो वजह यही है कि जिन्होंने अंतराजात किये हैं अउन्हे अउन चीजों की पूरी जानकारी नहीं है। अगर वह जानकारी होती तो वे लोग असे अंतराजात न करते। असलिये मैं पहले अस डिपार्टमेंट की तरफ से जो काम हुये हैं अउनके बारेमें मालूमात देना चाहता हूं ताकि आगे चलकर गलतफहमी न हो। पहला अंतराज यह किया गया कि तेलंगाना में मजदूरों की बहुत कम मजदूरी दी जाती है। लेकिन अस तरह की बात तो नहीं है। और आजकल तो मजदूर संगठित होगये हैं। मैं नहीं समझता कि किसी को यदि कम मजदूरी दी जाय तो वह असे चुपचाप लेलेगा। और यदि दूसरी जगहों के अपेक्षा कुछ थोडा फरक मजदूरी में होगा भी तो वह वहां के हालात देखते हुअे किया गया होगा। महज वो वर्कस तेलंगाना के हैं असलिये अउनको कम मजदूरी दी जाती है असा ऑनरेबल स्पीकर का खियाल होगा तो वह गलत है।

मिस्टर स्पीकर :—मेरा तो असा कोबी खियाल नहीं है, और न हो सकता है।

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मेरा कहने का मतलब आपसे नहीं था। जो चुपचाप बैठनेवाले स्पीकर हैं अउनके नहीं, बल्कि जो बोलनेवाले स्पीकर हैं अउनके बारेमें मैंने कहा था। निजाम शुगर फॅक्टरी में मजदूरों को मजदूरी ज्यादा मिलती है अस तरह तेलंगाना में मजदूरों को बहुत ही कम मजदूरी दी जाती है यह आपका खियाल गलत है।

अक अंतराज यह भी किया गया कि आजकल फॅक्टरीज में मजदूरों से ज्यादा काम लिया जाता है, और अससे भी अनअप्लॉयमेंट का मसला बढ़ते जा रहा है। यह कहागया कि पहले हर मजदूर दो दो सांचे चलाया करता था, आज अक मजदूर को चार चार सांचे चलाने के लिये मजबूर किया जा रहा है। यह बात तो सही है कि आज अक अक मजदूर को चार चार लूमस (Looms) चलाने पडते हैं, और असकी भी आदत करायी जा रही है। जितने दिनों से वे लोग काम करते आये हैं। अउनकी कुछ अफिसियन्सी (Efficiency) भी तो बढ़नी चाहिये। असलिये अफिसियन्सी बढ़ाने की कोशिश की जा रही है। पहले मजदूर अक ही लूम चला सकता था। धीरे धीरे वह दो और तीन लूम चलाने लगा और अब चार चार लूम चलाने की आदत करायी जा रही है। असमें असा कौनसी खराब बात हो रही है। मैंने तो सुना है कि यूरोप में अक अक मजदूर ८-८ सांचे चला सकता है, और सब सांचों पर अकसाय अफिसियंटली काम कर सकता है। यदि वहां का मजदूर ८-८ सांचे चला सकता है तो हमारे यहां का मजदूर चार चार सांचे क्यों नहीं चला सकता? हमें भी अतनीहि अफिसियन्सी आनी चाहिये जितनी की दूसरे देशों के मजदूरों में है और अउसके लिये ही यह सब कोशिश की जा रही है।

यहाँ की कुछ अिडस्ट्रीज बिला को देने के बारे में भी अंतराज किया गया। आज जो अिडस्ट्रीज अुन्हे दी जा रही हैं; वह सिर्फ मॅनेजमेंट (Management) के लिये दी जा रही हैं। वो अिडस्ट्रीज घाटे में चल रही थीं। सरकार यह नुकसान बरदास्त करने के लिये तैयार नहीं थी।

यह भी कहा गया कि हमारी सरकार कॉटेंज अिडस्ट्रीज (Cottage Industries) पर बहुत ही कम खर्चा कर रही हैं। यह बात तो सही है कि जितना खर्चा कॉटेंज अिडस्ट्रीज पर सरकार को करना चाहिये अुतना खर्चा तो आज सरकार नहीं कर रही हैं। दूसरे स्टेटो में निम्न प्रकारसे खर्चा किया जाता है। यु. पी. में ७० लाख रुपये, मद्रास ७५ लाख में रुपये और बंबई में ७९ लाख रुपये खर्च किये जाते हैं। कॉटेंज अिडस्ट्रीज पर खर्च करने के लिये ज्यादा रकम मिलनी चाहिये अिमके लिये तो मैं भी कोशिश कर रहा हूँ। लेकिन बजेट में जितनी गुंजाअिश होगी अुतनी ही रकम खर्च की जा सकेगी। अुससे ज्यादा कैसे खर्च कर सकते हैं? जैसे चादर देखकर पांव पसारना चाहिये, और लोटा देखकर पानी भरना चाहिये, अुसी तरह बजेट देखकर खर्चा करना पडता है। आज हमारी फायनान्सियल स्ट्रिंजन्सी (Financial Stringency) की वजह से हम अिसपर ज्यादा खर्चा नहीं कर सकते।

दूसरी अेक बात गन्नेकी किमत के बारे में कही गयी। अिमके बारे में मेरेपास अेक डेप्युटेशन (Deputation) भी आया था। अुस समय मैंने अुन लोगों को बतलाया है कि यह सवाल शुगर फॅक्टरी बोर्ड (Sugar Factory Board) की मीटिंग के सामने आया हुआ है, और जब अिस बोर्ड की मीटिंग होती तब अुसपर गौर किया जायेगा। कितने दाम बढ़ेंगे यह तो अभी नहीं बताया जा सकता, लेकिन गव्हर्नमेंट अुस समय जितना प्रेशर (Pressure) लासकती है, लायेगी और गन्नेके भाव बढ़वाने की कोशिश करेगी यह मैं आपको विश्वास दिलाता चाहता हूँ।

अेक अंतराज यह भी किया गया है कि कोर्ट का फॅसला होने के बाद भी बडे बडे मिल मालिकोंको प्रॉसिक्यूट (Prosecute) नहीं किया जाता। अिसकी वजह यह बतायी गयी है कि आज गव्हर्नमेंट मिलमालिकोंसे दबी पडी है, और अिनके विरोध में कुछ करने की गव्हर्नमेंट की हिम्मत नहीं है। न मालूम आज गव्हर्नमेंट मीलमालिकोंके हाथ में अैसे कैसे पडी है। दूसरी तरफ जरा देखिये कि जब मैं सेक्रेटारियेट (Secretariat) में अपने चेंबर में बैठा रहता हूँ तो दूसरे लोग आकर कहते हैं कि गव्हर्नमेंट आजकल अितनी पस्त हिम्मत कैसे होगयी है कि लेबरर्स (Labourers) के में कुछ नहीं कर सकती और लेबरर्स जो भी मांग करते हैं, जो भी डिमांड्स (Demands) पेश करते हैं, अुन्हे मानते चलीं जारही है। वह कहते हैं कि आज मजदूर गव्हर्नमेंट के सिरपर बैठ गये हैं। अब मेरी समझ में नहीं आता कि अिसमें से क्या सही समझ, और अपनी पॉलिसी कैसे तय करू तो अब अिसतरफ भी नहीं, और अुस तरफ भी नहीं हैं, अैसे लोगों की राय क्या है यह देखकर चलन पडता है, और अैसा करेंगे तभी हम कुछ बागे बढ़सकेंगे।

यह पूछा गया कि औरंगाबाद मिल्स और जिन्दा लिफ्ट्स को क्यों नहीं प्रॉसिक्यूट (Prosecute) किया गया है? मैं कहना चाहता हूँ कि कोर्ट का फॅसला होने के बाद भी काफ़ी प्रॉसिजर (Procedure) बाकीरहता है। फॅसला होने के बाद अपील (Appeal) होता है। अपील होने के बाद मुकदमा लडा जा सकता है, और यह सब प्रॉसिजर होने के बाद ही प्रॉसिक्यूट किया जा सकता है, और कुछ अॅक्शन (Action) लिया जा सकता है। इतने अॅक्शन मिलीं

फॅक्टरी को प्रॉसिक्वूट नहीं किया यह समझना गलत है। हमने कुछ फॅक्टरीज को जरूर प्रॉसिक्वूट किया है। हमने जिन जिन को प्रॉसिक्वूट किया है उनका अंक लिस्ट (List) आपको जानकारी के लिये यहां पेश करता हूं।

(१) यूमुफ मेघाजी अॅन्ड सन्स (२) वोडुअली राजापुर अॅन्ड सन्स (३) पालाकुर्ती बुच्चय्या (४) बी. राजमोली राओस अॅन्ड ऑऑिल मिल और (५) बालकृष्ण भगवान दास यह नाम देवकर आप कहेंगे कि अिममें तो कोअी बडा आदमी नहीं नजर आता है। लेकिन आप जग मवरं फरमाये तो शायद आपको कुछ बडे नाम भी मिल जायेगे। (६) सिडाम सेटटी नरगिमा (७) कौडा राज लिंगम (८) कलवा राजलिंगम मूर्ती वर्गंग यह लिस्ट और भी लंबी है। मैं नहीं समझता की सारे नाम पढने की कोअी खास जरूरत है। इस प्रकार यह कहना कि किसी को प्रॉसिक्वूट नहीं किया जा रहा है, बिलकुल गलत है।

अब रेग कमिटी को जो शिफारिशात है अुन्हे हम पहले हैदराबाद और सिकंदराबाद मे अमल मे लाना चाहते है, और अुसका अमल अभी सिर्फ अिन दो जगहों पर शुरू कर दिया गया है। यहां काम कैसा चलता है यह देखकर फिर अुन्हे दूसरी जगहों पर भी अिप्लिमेंट (Implement) किया जायेगा। फिलहाल तो हमारी जो डिस्ट्रिक्ट म्युनिसिपल कमेटीज (District Municipal Committees) है अुनकी आज की फायनान्सियल कंडिशन (Financial Condition) अच्छी नहीं है, असलिये ये रेकमेंडेशन्स (Recommendations) अभी जेरेगौर है यह सोचा जा रहा है कि कहाँतक अिन्हे अिप्लिमेंट किया जा सकता है।

अनअॅम्प्लॉयमेंट (Unemployment) के मसले के बारे में यह कहा है कि अनअॅम्प्लॉयमेंट बढ रहा है। जो मजदूर अनअॅम्प्लॉयड होते हैं अुन्हे दूसरी जगह अवसाँब (Absorb) करने की भी कोशिश की जाती है। चुनांचे अिलेक्ट्रिसिटी डिपार्टमेंट मे अबतक ३०० लोगों को मुस्तकिल कर दिया गया है और २०० के केसेस अंडर कन्सीडरेशन (Under Consideration) हैं।

फिर यह अंतराज किया गया कि जो अनअॅम्प्लॉयड (Unemployed) लोग हैं अुनके बारेमें स्टेटिस्टिक्स (Statistics) का कहीं पता नहीं है हिंदुस्थान की हालत कुछ अैसी है कि अिस तरह के रेकार्डस् (Records) मुकामिल बन सकते हैं या नहीं अिसके बारे में मुझे शक है क्यो कि यह बहुत ही मुश्किल काम है जो मुल्क पूरी तरह से अिंडस्ट्रिअलायिज्ड (Industrialized) है अुनमें यह अनअॅम्प्लॉयमेंट का रजिस्टर बनाता सहल है। क्योकि वहां किसी अिंडस्ट्री के निकलते ही अँसा रजिस्टर तयार हो जाता है। वहां मजदूर अगर अंक जगहसे निकले तो अुसे फिर दूसरी जगह नोकरी मिल सकती है, लेकिन हमारे यहां की हालत अैसी है कि मजदूर फॅक्टरी से निकल जाता है तो कोअी फिक्र नहीं करता। वह अपने खेत पर चला जाता है या दूसरे किरी गांव में नोकरी के लिये चला जाता है। निजामाबाद के रहनेवाले गेबरसाहब को मालूम होगा कि कितने लोग यहां से बंबयी चले जाते हैं, दो तीन महीने वहां रहते हैं और फिर वापस आते हैं। अैसी हालत में वह अॅम्प्लॉयड है या अनअॅम्प्लॉयड है यह समझना मुश्किल है। अिसलिये तीन महीने तक अुनकी राह देख कर नाम निकाल दिया जाता है। लेकिन अिसका मतलब यह नहीं है कि अगर वह फिर से अपना नाम रजिस्टर करना चाहें तो नहीं कर सकते। तीन महीने के बाद

फिर वह चाहे तो अनुका नाम रजिस्टर किया जाता है। विला वजह किमी का नाम रजिस्टरमें) न पडा रहे जिसलिये यह तरीका अख्तियार किया जाता है। अगर जिसमें भी कोअी तृटियां हो और वे दुखस्त की जा सकती होंतो की जायेंगी। मगर ये स्टेटिस्टिक्स (Statistics) नहीं रख सकते असा मेरा खियाल है। हिंदुस्तान में अब अेक अनअेम्प्लॉयमेंट कमेटी (Unemployment Committee) बैठी है। अब तक मैं अुस कमेटी में नहीं था, लेकिन अब जिस कमेटी के साथ बैठकर जिस बात पर गौर करूंगा। लेकिन हिंदुस्तान के अंदर अनअेम्प्लॉयड लोगों की लिस्ट बनाना मुश्किल है। अभी अेक मॅबर ने कहा कि लाखों आदमी फॅक्टरी से निकलते चले जा रहे है लेकिन गव्हर्नमेंट कोअी खियाल नहीं कर रही है। यह अेतराज करने का अेक तरीका है अुसमें कोअी बडी बात नहीं है। लेकिन लाखों आदमी कहां से निकलेंगे जब हमारा इंडस्ट्रियल लेबर (Industrial labour) ही कुल ७० हजार का है? (Laughter) हमारे यहां जो अेग्रीकल्चरल अनअेम्प्लॉयमेंट (Agricultural Unemployment) है वह अेक अर्जीब-सी चीज है। क्यांकि अुसको लेबर तो नहीं कह सकते। अुनके पास जमीन रहती है। वो कभी खेतों में काम करते हें तो कभी नहीं करते। अुत्पादन ज्यादा हुआ तो अुनको खाने को मिलता है और ज्यादा नहीं हुआ तो कम मिलता है। और वे किसी अेक धंदे में कायम भी नहीं रह सकते। अेक मॅबर ने यह भी कहा कि यह तो जूलम हो रहा है कि आप ट्रॅक्टर लेकर देहातों में जा रहे हें और मशीनोंसे खेतों करवाना चाहते हें। सचमुच जिस बात की तरफ मेरा भी खियाल है कि आखिर हमारे मुल्क में ट्रॅक्टर (Tractor) आना चाहिये या नहीं। जिस पर अेग्रीकल्चरल डिपार्टमेंट (Agricultural Department) करेगा और वही जिसका जबाब भी देगा। लेकिन जिस पर मैं भी गौर कर रहा हूं।

गोल्डमाअीन (Gold Mine) के बारे में मैं अितना कहना चाहता हूं कि अिमके लिये मकानों की कोशिश की जा रही है। फाइनान्स मॅबर (Finance Member) ने यह बताया था कि जिस वक्त हमारी गोल्डमाअीन बडी नुकसानी में चल रही है। लेकिन जिसको चलाया जाना चाहिये जिसी खियाल से अुसमें और रुपया डाला गया है। जहां तक हो सके जिस कहावत को तो आप जानते ही हें। (Laughter) अुसके मुतालिक जहां तक हो सके कोशिश की जायगी अब भी कोशिश की जा रही है और आयंदा भी की जायगी।

रिडक्शन (Reduction) के बारे में कहा गया कि सेंटरल प्रेस या तुंगभद्रा वर्क्स पर फॅक्टरी अॅक्ट रिलॅक्स (Relax) किया जाता है, और जिससे झगडे की बात पैदा हो जाती है। मैं अेवान को बताना चाहता हूं कि कअी चीजों की जरूरत होती है, जैसा कि अभी कहा गया है कि अेक रिपोर्ट छापने के लिये—क्यों कि सेंटरल प्रेस मेरे ही पास है - बडी मुश्किल हो रही है और अुसका अेक अलग अमला रखा जाय। सेंटरल प्रेस ने जिसकी तहरीक की है कि लेजिस्लेचर का सब अलग अमला रखा जाय और अलग काम करने की अिजाजत दी जाय। अुसको मैंने मंजूरी दे दी, लेकिन फिर अाप कहेंगे कि यह तहरीक आप ही रखकर अुसको अुद ही मंजूर करनेवाले आप कौन हें? मैं बसा बसा चाहता हूं कि प्रोसीचर (Procedure) के लिहाज से जैसी चीजें पहले फाइनान्स डिपार्टमेंट (Finance Department) की तरफ जाती हें। वहां से जैसा पंसा मिलता है वैसा काम किया जाता है। चुनांचे जिस सित्तिके में भी वैसा ही करेंगे। लेकिन रिलॅक्स जो है वह वर्किंग हावर्स (Working Hours) के रिजे होता है, और वह जो आप कहते हैं कि ओवर टायम अॅलायंस (Overtime Allowance) नहीं दिया जाता,

वैसा नहीं है। क्योंकि कहीं पर भी आठ घंटे से ज्यादा काम नहीं लेना चाहिये, असा रूल (Rule) है। रिलैक्शन (Relaxation) का मतलब यह है कि अंक आदमी से आठ घंटे से ज्यादा काम लिया जा सकता है लेकिन अुसका नुकसान नहीं होने दिया जाता। आपकी जो गलतफहमी है कि काम ज्यादा लेंगे और पैसा नहीं देंगे, तो मैं कहूंगा कि वह जमाना गया जब कि मजदूर को पैसा न देकर ज्यादा काम ले सकते थे।

شری مخدوم محی الدین - آر۔ ٹی۔ ڈی کے ورکس سے زیادہ گونٹے تک کام لیا جاتا ہے اسکے بارے میں عالی جناب کا کیا خیال ہے۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मेरा खियाल है कि अुनको भी ओव्हर टाजीम अला-अुन्स दिया जाता है।

شری مخدوم محی الدین - میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ میں ملتا۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मैं अुसकी तसदीक करूंगा कि अुन्हें ओव्हर टाजीमस अलाअुन्स मिलता है या नहीं, और अगर नहीं मिलता तो क्यों नहीं मिलता। प्रेस और तुंगभद्रा वर्क्स यह दोनों फॅक्टरी अॅक्ट के तहत नहीं आते लेकिन फिर भी वहा पर ओव्हर टाजीम अलाअुन्स मिलता है या नहीं, और अगर नहीं मिलता तो क्यों नहीं मिलता। प्रेस और तुंगभद्रा वर्क्स यह दोनों फॅक्टरी अॅक्ट के तहत नहीं आते लेकिन फिर भी वहा पर ओव्हर टाजीम अलाअुन्स दिया जाता है। आजकल ज्यादा काम लेने पर ओव्हर टाजीम कौन नहीं देगा? और खास कर जब अच्छे अच्छे आदमी जैसे कि अपोजिशन की तरफ हैं लेबर के पीछे होने पर अुनको ज्यादा काम करने भी कौन देगा? (Laughter) यह तो अिम्पासिबिलिटी (Impossibility) है।

विसके बाद यह भी शिकायत की गयी कि केसेस का जल्दी जल्दी फैसला नहीं होता। मैं कबूल करता हूँ कि विसमें देरी हो रही है, लेकिन जिन केसेस में देरी की गयी अुनको देखने से मुझे वैसा मालूम नहीं होता, क्योंकि मामलात पेश करने में जरा मॅथेमेटिकल गलती हो जाती है। जब कभी मैं पूछा करता हूँ कि अंक खत बंबअी को अंक दिन में जाता है तो पांच सत कितने दिन में जायेंगे, तो बहुत से लोग जवाब देते हैं कि पांच दिन लगेंगे। (Laughter)

यह रिपोर्ट में बताया गया है कि १५०७ केसेस आजी अुनमें से १३०७ सेटल (Settle) हुयीं, १४३ केसेस आजी अुनमेंसे ९३ रह गयीं, विस तरह से बहुत से आंकडे दिये गये हैं। हर महीने का स्टेटमेंट (Statement) दिया गया है। हर महीने का स्टेटमेंट देखने से तो मालूम होता है कि साल के आखिर में हजार केसेस आ गयीं, और अुन में से कमी रह गयीं। बहुत बडे आंकडे मालुम होते हैं। लेकिन विसमें फैसले का बैलेंस (Balance) आता है। अगले महीने को करंट (Current) बनाते हैं तो पिछले महीने का बैलेंस बताया जाता है। जो डाटा (Data) मैंने लाया है अुसमें ग्रीव्हेन्सेस केसेस (Grievances Cases) के बारे में, बताया गया है कि अुमला १५०७ केसेस आजी और अुनमेंसे १३११ सेटल (Settle) हुयीं यह बहुत क्रेडीटेबल (Creditable) है वैसा तो मैं नहीं कहता; लेकिन फिर भी काफी का हो रहा है यह भी सच है। लेकिन आप भी न कहें कि बिल्कुल ही सुस्त मामला है, बिल्कुल माल

गाड़ी ही है । मेरे कहने का मतलब है कि अक्सप्रेस या मेल न हो लेकिन पैसेंजर जरूर है, लेकिन मालगाड़ी नहीं है । (Laughter) केसेस की हद तक मैंने यह कह दिया ।

शिकायत की गयी कि लातूर में बोनस (Bonus) नहीं दिया गया । मैं समझता हूँ यह अितनी बड़ी भारी चीज नहीं है कि उसके लिये मुकद्दमा लाया जाय । आप हमारे पास आंखिये, हम अुस पर गौर करेंगे । अगर अुस पर अिन्स्पेक्टर ने गौर नहीं किया तो डिप्टी कलेक्टर है, कलेक्टर ने नहीं किया तो कमिश्नर हैं, कमिश्नर ने नहीं किया तो मिनिस्टर है, मिनिस्टर ने नहीं किया तो चीफ मिनिस्टर और कॅबिनेट हैं । मतलब यह कि अगर बोनस मिलन लायक वह मामला है तो मैं जरूर दिला दूंगा जिसका आप यकीन कीजिये ।

वीव्हर्स (Weavers) के बारे में शिकायत की गयी कि वीव्हर्स की मदद नहीं की जाती और मद्रास या बंबयी में अुनकी बहुत मदद की जाती है । मेरे पास बहुतसी शिकायतें आती हैं कि मद्रास में और बंबयी में यह है और वह है । मुश्किल तो यह है कि मद्रास और बंबयी को मैंने लिखा लेकिन अब तक कोअी जवाब नहीं आया । जिसलिये वहां क्या होता है मालूम नहीं, अेक सज्जन जोकि पहले तेलगु में बोल रहे थे और जिन्होंने बाद में हिंदी में बोलना शुरू किया अुन्होंने अेक महाशय का प्रायव्हेट मामला बहुत जोर शोरसे रखा । तो मैं भी स्पीकर महोदयसे अिस्तदुआ करता हूँ कि अैसे प्रायव्हेट मामले जिस अैवान में नहीं आने चाहिये । जहां तक हो सके हम लोगों को किससे दूर रहना चाहिये । हमारे अेक मॅबर श्री. राजलिंगम ने जिसके बारेमें आपके सामने जो प्रपोजल (Proposal) रखा है अुसकी मैं तहेदिल से ताअीद करता हूँ जहां तक टेक्स्टाअील वीव्हर्स असोसिअेशन (Textile Weavers Association) का मामला है अुसके लिये जो मदद दी गयी है वह कुछ ज्यादा नहीं है । लेकिन मैं अितना ही कहूंगा कि वह हमारे पास का वन ऑफ दि बेस्ट कोअोपरेटिव्ह असोसिअेशन (One of the best Co-operative Association) है, और जिसी चीज को सॉच कर ही गव्हर्न-मॅट ने अुसके लिये अब तक १५ लाख खय्ये दिये हैं । लेकिन यह जो सवाल है वह जनरल बॉडी मीटिंग (General body meeting) में लाया जा सकता है । आप चाहें तो जनरल बॉडी मीटिंग में जिस मामले को लाकर अुसका कब्जा ले सकते हैं । वह कोअी बड़ी बात नहीं है ।

श्री. पी. वासुदेव :—मिस्टर स्पीकर सर,

Mr. Speaker : Order, Order.

श्री. विनायकरा. विशालकार :—जिसमें कोअी बुरी चीज नहीं है । मैं राय दे रहा हू कि अैसी चीज यहां पर नहीं आनी चाहिये, बल्कि जनरल बॉडी मीटिंग में होनी चाहिये ।

गव्हर्नमॅट ऑफ बिडिया ने मिलों के अुपर नया टॅक्स लगाया है और करीब ६ करोड में से वीव्हर्स असोसिअेशन को कुछ दिये जायेंगे । जिसके बारे में कहा गया कि यह हमारे बजट (Budget) में क्यों नहीं आया । मैं बताना चाहता हूँ कि अभी तो यह टॅक्स लगा है । जिसके बाद वह जमा होना शुरू होगा, और फिर वह गव्हर्नमॅट ऑफ बिडिया के पास जायगा । वहां से फिर वह यहां आयेगा, और अुसके बाद वह हमारे बजट में आयेगा । आयेंगा अकर लेकिन

वह अपने वक्त पर आयेगा जिस पर आप यकीन रखिये । (Laughter) ये जो तीन चार बातें बाकी थीं पर हैं वो मैंने आपके सामने रखी हैं ।

अब जो बड़ी चीज रह जाती है वह यह है कि बार बार यह पूछा गया कि हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी क्या है । मेरा जवाब से यह कहना है कि हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी (Industrial Policy) जो कुछ भी पूरे हिंदुस्तान की पॉलिसी है उससे अलग नहीं हो सकती । अगर आप कहे या चाहें कि हम अपनी इंडस्ट्रियल पॉलिसी सेंटर (Centre) से मुक्ति ष्ठ बनाये और फिर सेंटर से झगडते रहें कि हमारी यह पॉलिसी रहेगी, आपकी कुछ भी रहे, तो यह चीज हम कभी करनेवाले नहीं हैं । जो वहां की पॉलिसी रहेगी उसीके मुताबिक हम चलेगें । अपोजीशन के लीडर ने जो चीज हमारे सामने अपने तकरारी में रखी थी उसको मैं करीब करीब मानता हूं कि मिक्स्ड अकानामी (Mixed Economy) होनी चाहिये । प्राय-व्हेट सेक्टर (Private Sector) को उसमें जगह होनी चाहिये, और उससे भी बड़ी बात यह कही गयी थी कि गव्हर्नमेंट अपने कब्जे में सिर्फ बेसिक इंडस्ट्रीज (Basic Industries) को रखे और दूसरी इंडस्ट्रीज को अपने पास न रखे । मैं भी आपके सामने यही रखना चाहता हूं । हमारी भी यही पॉलिसी है, और जो कुछ भी कस्तूर भाभी ने हमारे सामने रिपोर्ट में रखा था वह यही था कि हैदराबाद को अपना यही असूल रखना चाहिये कि जहां तक हो सके अतः इंडस्ट्रीज में जो कि कमोडिटीज (Commodities) को तैयार करने में लगी रहती है उनमें अपने आपको अिनव्हाल्व (Involve) न करें, बल्कि जहां तक हो सके अपने आपको बेसिक इंडस्ट्रीज में ही अिनव्हाल्व करें । इसी असूल के तहत में हमने इस वक्त जो दो बड़ी बड़ी फॅक्टरीज हैं उनको बिडला के जिम्मे दे दिया है । मैंने इस चीज पर अक वक्त नहीं, तीन या चार वक्त प्रकाश डाला है, लेकिन फिर भी वही सवाल बार बार हमारे सामने उसी तरह खडा होता है जैसे पहले था । मैं अपने आपको समझता हूं कि मैं ही धान का बैल हूं या दूसरे और भी कोभी हूं कि दिनभर चलने के बावजूद भी फिर वहीं पर रहे । (Laughter) मैं आपसे कहना चाहता था कि हमने कोअी इंडस्ट्री बेची नहीं है । इस इंडस्ट्री में हमने अपना पैसा डाला था, और ई. टी. अंफ. (I.T.F.) इस इंडस्ट्री के मॅनेजिंग अंजेंट्स (Managing Agents) किसी वक्त थे । हैदराबाद की इंडस्ट्री बडे अजीब दौर से गुजरी है । और यह दौर और किसी भी स्टेट को देखने को नहीं मिला है । वह सिर्फ इसी स्टेट ने देखा है । हैदराबाद की इंडस्ट्रियल पॉलिसी अक अजीब पॉलिसी है । आज आप बिडला को यहां देख रहे हैं । अगर हैदराबाद की पॉलिसी पोलिस अक्शन के पहले की रहती तो ये बिडला और टाटा यहां कभी न आय होते । आखिर बिडला और टाटा भी किसी खास मुल्क के हैं अंसी बात नहीं है । ये बडे इंडस्ट्रियलिस्ट्स (Industrialists) हैं और उनकी हिंदुस्तान में बहुत सी जगहों पर बड़ी बड़ी फॅक्टरीयां हैं । कलकत्ता, दिल्ली, खालियर और मद्रास के नजदीक करनल में भी बिडला की फॅक्टरीयां हैं । हमारे यहां की फॅक्टरी किसी दूसरे को बेची गयी है अंसी चीज नहीं है । और मैं आपसे सब कहता हूं, और आप भी मुझ से मुत्तफिक होंगे, कि जो अक खास इंडस्ट्रियल पॉलिसी पोलिस अक्शन (Police Action) के पहले हैदराबाद में थी उसके वजह से किसी को यहां आने नहीं दिया गया था । और वह इंडस्ट्रियल पॉलिसी चलानेके लिये उस वक्त की गव्हर्नमेंट ने अंधाधुंद तरीके से पैसा लगाया था ताकि इंडस्ट्रियलिस्ट्स और इंडस्ट्रीज को न मालूम हो कि वो किधर जा रहे हैं ।

आज पोलिस अॅक्शन के बाद की हमारी पॉलिसी और पहले की पॉलिसी अिममें तो फरक है । जो बड़े बड़े इंडस्ट्रियालिस्ट्स (Industrialists) हैं अन्होंने अुम समय हैदराबाद में आने की कम कोशिश की अैसी बात नहीं है । जिनकी फॅक्टरीज हिंदुस्थान में बहोत सी जगहों पर हैं अन्होंने क्या यहां आने की कोशिश न की होगी ? लेकिन अुस समय के सरकार की जो पॉलिसी थी अुसकी वजह से वो लोग यहां नहीं आसकते थे । आज तो बिरला की फॅक्टरीज बंबली, मद्रास, कलकत्ता, ग्वालियर, आदि बहोत जगहों पर है, और हमने भी यहां की फॅक्टरीज अुनको दी हैं तो अिसका मतलब यह नहीं है कि हमने अुनको वह फॅक्टरीज बेच दी हैं, और अब वे अुसे कहीं स्टेट के बाहर लेजाने वाले हैं । हमने यह फॅक्टरीज अुनको सिर्फ चल्ाने के लिये दी है और वह भी हैदराबाद में ही रहनेवाली है । फॅक्टरीज यहां से अुठकर नहीं जानेवाली है । पोलिस अॅक्शन के पहले सरकार की जो इंडस्ट्रीयल पॉलिसी थी अुसके कारण वो यहां नहीं आसकते थे । यहां अुस समय जो इंडस्ट्रीज चल रही थी अुसमें से अेक भी इंडस्ट्री मुनाफे में नहीं चल रही थी । ज्यादा तर इंडस्ट्रीज पूरी तरह गव्हर्नमेंट के ही अिमदाद पर चलती थी, अिसलिये नुकसान भी आया तो किसीको कोअी परवाह नहीं थी । गव्हर्नमेंट की तरफ से अुनको अेक तरह का टॉनिक दिया जा रहा था और अिसी टॉनिक के बल पर वे चल रही थी । वह सब इंडस्ट्रीज अपने पैरों पर तो खड़ी नहीं थीं । पोलिस अॅक्शन के बाद जो पहले अुन्हे टॉनिक मिलता था वह बंद होगया, तब अुनमेंसे बहुतों के पैर फिर लडखडाने लगे । अुनमेंसे अकसर बहुतही कमजोर होगयीं । अैसी हालत में कुछ इंडस्ट्रीज को हुकूमत ने अपने कब्जे में लेकर चलाया, और बहोतसी डूबती हुअी इंडस्ट्रीज को पोलिस अॅक्शन के बाद सरकार ने अिमदाद की ।

अभी अपनी तकरीरों में कुछ ऑनरेबल मेंबर्स ने अैसा पिकचर (Picture) आप लोगों के सामने खींचा कि मानो अब स्टेट की सब इंडस्ट्रीज डूबही रही हैं । अितना निरुत्साही होने की कोअी जरूरत नहीं है । पोलिस अॅक्शन के बाद वाकअी यहां की इंडस्ट्रीज पर मुसीबत आगयी थी । सिरपूर और सिरसिस्तक इंडस्ट्रीज जो कि स्टेट की काफी अच्छी इंडस्ट्रीज हैं अुनमें अुस समय काफी नुकसान वा रहा था । अुन्हे जब कि कोअी १६ लाख रूपये का नुकसान ही रहा था अैसे वक्त गव्हर्नमेंट ने अपने कब्जे में ले तर और पैसे देकर अुनकी मदत की । लेकिन आज गव्हर्नमेंट अुन इंडस्ट्रीज को खूद नहीं चलाना चाहती है अिसलिये अुन्हे बिरला के हाथों सौंपने के बारे में सौंच रही है । यह बातें करीब करीब फायनालाअीज (Finalise) होगयी हैं । यह इंडस्ट्रीज आय. टी. अेफ. (I. T. F.) के तहत चलाअी नहीं जातीं । अब सिरपूर पेपर इंडस्ट्री में गव्हर्नमेंट के शेयर्स (Shares) हैं, अुनके लिये हमें मुनाफेका परसेंटेज मिलता है । और सरकार ने जो रकम लोन (Loan) पर दी है अुसका अुसे सूद मिलता है । बिरला को जो इंडस्ट्री दी है वह अुसे केवल चल्ाने के लिये दी गयी है, और अुसके लिये मॅनेजिंग अेजेंट के तौरपर बिरला को हमें १,६७,००० रूपये देने पडते हैं । अुन्हे फॅक्टरी की सिर्फ मॅनेजिंग अेजन्सी दी गयी है । इंडस्ट्रीज तो हैदराबाद में ही रहने वाली हैं । यह जो कहा जाता है कि सरकार अपनी इंडस्ट्रीज बेच रही है यह गलत है । सिर्फ मॅनेजिंग अेजन्सी दी गयी है । गव्हर्नमेंट अगर चाहें तो अुसे वापस भी लेसकती है । अिसमें बेचने की कोअी बात नहीं है । खर्च करने के लिये पैसा स्टेट बैंक से तो नहीं आता, या सिर्फ स्टेट बैंक में जमा करने से पैसा बडता नहीं है । अुसे कहीं न कहीं अिनव्हेस्ट (Invest) करना पडता है । अब गव्हर्नमेंट के सामने यह सवाल आता है कि अुसके पास जो पैसा है अुसे वह सिरसिस्तक इंडस्ट्री में लगाये या तुंगभद्रा

प्रॉजेक्ट पर लगाये ? किमसे लोगों का और सरकार का भी फायदा होगा यह सोचने की बात है । आज देश में अिस प्रकार के प्रॉजेक्ट के काम ज्यादा महत्व के हैं, और शिन्ही से अक्वाम का अधिक फायदा होने वाला है । दूसरे काम रोक सकते हैं लेकिन यह काम पैसे की कमी के कारण नहीं रोक जा सकता । दोनों जगहों पर खर्च करने के लिये सरकार के पास पैसा नहीं है । अंसी हालत में आज हमारे पास अिडस्ट्रीज के मॅनेजमेंट पर खर्च करने के लिये पैसा नहीं है । असिलिये हमारा पैसा अब अिडस्ट्रीज में से निकाल कर हम तुंगभद्रा प्रॉजेक्ट जैसे नेशनबिल्डिंग अॅक्टिविटीज (Nation-building Activities) पर लगाना चाहते हैं । असिलिये हृष यह पैसा तुंगभद्रा प्रॉजेक्ट पर लगाना चाहते हैं । यही सोचकर हमने यह पॉलिसी अपनायी है, और असिलिये हमारा जो पैसा अंसी अिडस्ट्रीज में पडा हुआ है उसे लोन के तौर पर निकाल कर हमारे नेशन बिल्डिंग के कामों पर लगाना चाहते हैं । तुंगभद्रा जैसा प्रॉजेक्ट बननेपर लोगों को कितनी सहूलत हांगी, और खेत कैसे हरे भरे होंगे । तो अुन हरेभरे खेतों के लिये पैसा खर्च न करके सिर्फ साडेचार परसेंट व्याज मिलता है असिलिये मैं क्या यह पैसा वहीं अिडस्ट्री में पडा रहने दूं ? मैं अंसा भागवाडी नहीं हू कि मिर्फ साडेचार परसेंट अिटरैस्ट (Interest) के लिये मैं लोगों का नुकसान करूं । गव्हर्नमेंट अिस तरह की पॉलिसी कभी अख्तयार नहीं कर सकती ।

वहोतसे ऑनरेबल मॅंबर्स न यह अतराज अुठाया कि हम दूसरे देशों से लोन (Loan) ले रहे हैं, और हम डटर (Debtor) होते जा रहे हैं । मैं कहता हूं कि आज यदि हमें हमारा मुल्क डेव्हलप (Develop) करना है तो कर्जा लेने में क्या हरजा है ? हमही क्या लेकिन आज तो दुनिया के करीब करीब सभी मुल्कोंके सिरों पर कर्ज की बडी बडी रकम पडी हुयी है । तो कर्जा लेने में शर्माने की क्या बात है जब कि वह हमें नेशन बिल्डिंग अॅक्टिविटीज (Nation-building Activities) के लिये चाहिये । आज दुनिया के बडे बडे दो ब्लॉक्सको छोडकर बाकी करीब करीब सभी देशों पर बडे बडे कर्ज हैं । लोग कह रहे हैं कि हमारे देश में फॉरेन से काफी पैसा आरहा है । ब्रिटन से भी आरहा है । जब तक हमारे अूपर अुससे कोअी फॉरेन डोमिनेशन (Foreign Domination) यही पडता है तब तक कर्जा लेने में क्या हजअकमे अिसी के साथ यह भी कहा जाता है कि लेनिन ने अपनी पॉलिसी कैसे रखी । अुसने अपना फॉरेन ट्रेड अपन ही हाथों में रखा था । मैंने जब जानने की कोशिश की तो मालूम हुवा कि अुस जमान में रशिया का कोअी फॉरेन ट्रेड था ही नहीं । तो फिर सारा फॉरेन ट्रेड अपने ही कब्जे में रखने की पॉलिसी ही क्या हो सकती है जब कि अुनका कोअी फॉरेन ट्रेड नहीं था ।

हमारे देश के डेव्हलपमेंट स्कीम्स (Development Schemes) के लिये हमें बाहर से बडी बडी मशीनरी मंगानी पडती है । अुसे हम अंग्रजों और अमेरिकनों से लेते हैं, लेकिन अिसका मतलब यह नहीं है कि हमें अुनसे कोअी खास मोहब्बत है । जहां अच्छी मशीनरी मिलेगी और सस्ते भावों में मिलेगी वहां से ही लेने के लिये हम तैयार हैं । जब जर्मनी में अच्छी मशीनरी बनने लगी तो अुस समय हमने जर्मनीसे काफी मशीनरी मंगायी और आज भी मंगा रहे हैं । अुर्षांतरह जापान का भी नाम लिया जा सकता है । अुसका नाम ज्यादा अिन देशों में नहीं आता है, फिर भी जापान से भी हमने तरह तरह की काफी मशीनरी ली है, और ले रहे हैं । तो कहने का मतलब यह है कि जहां हमें ट्रेडिंग कांट्रैक्ट (Trading contract) अच्छी कांडिषन्स (Conditions) पर मिलते हैं वहां से हम मशीनरी लेते हैं । अगर रशिया भी अच्छी

फेवरेबल कंडिशनस (Favourable Conditions) पर मशिनरी लेने के लिये तैयार हैं तो हम वहां से भी मंगा सकते हैं। हमें २०, २० सालोंकी किस्तों में पैसे अदा करने की व्यवस्था चाहिये। अंसी फॅसिलिटीज (Facilities) हमें यु.के. और अंस. यु. अं. U. K and U.S.A. से मिलती हैं। यदि रशियाकी भी अिसतरह की फेवरेबल कंडीशनस हो तो यूनाइटेड किंगडम की मशिनरी लेना बंद करते हुये तुरंत रशिया से मशिनरी मंगाना शुरू कर दंगे। लेकिन हमें देखा है कि रशिया के कंडिशनस बहुत बड़े और मुष्किल हैं, और वह अपने कंडिशनस जग भी ढीले करने के लिये तैयार नहीं हैं। हम जिन कंडिशनस पर माल लेना चाहते हैं अुसे वों पूरे तीरपर मानगे या नहीं, और अुनके जो कंडिशनस हैं अुन्हे हम पूरे कर सकेंगे या नहीं यह मुझे मालूम नहीं है। मैंने यह देखा है कि अेक भी मुल्क आज बगैर कर्ज के नहीं चल सकता है। सिर्फ रशिया और अमेरिका यही आज दो अंसे मुल्क हैं जो बगैर कर्ज के चल सकते हैं। तो अंसी हालत में जब कि रशिया की कंडिशनस बडी कठिन हैं तो हम किस तरह वहां से माल मंगा सकेंगे ?

श्री. पेंडम वासुदेव :—रशियाके क्या क्या शरायत है जरा बताजिये।

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—सोव्हियट युनियन की पॉलिसी तो क्या, आप चाहे डूब जाय लेकिन हम बचे रहेंगे अिस तरह की है।

شری مخدوم محی الدین - سووٹ یونین کے بارے میں جو سوپینگ ریمارکس (Sweeping Remarks) کئے جارہے ہیں انکے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ سووٹ یونین نے ہندوستان کو کیا شرائط پیش کئے ہیں؟ جہاں تک میرا خیال ہے کہ میجرانڈ میٹریز.....

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—हां, हां, मैं समझ गया कि आप क्या कहना चाहते हैं। रुससे हेवी मशिनरी (Heavy Machinery) लेने के लिये क्या कंडिशनस (Conditions) हैं यह यदि आप जानना चाहते हैं, तो आप पंडित नेहरू के पास लिख भेजिये। वह कहेंगे वैसा किया जायेगा।

شری مخدوم محی الدین - میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سووٹ یونین کے کیا شرائط ہیں۔ آپ نے یہ کیسے کہا کہ اوس کی پالیسی کی وجہ سے ہندوستان ڈوب جائیگا۔ آپ یا تو اپنا اسٹیٹمنٹ واپس لیں یا اوسکی پالیسی کو سامنے رکھیں۔

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—वापस लेने की कोअी जरूरत नहीं है। मैंने तो सिर्फ स्वीपिंग रिमार्क (Sweeping Remarks) किया था।

कुछ लोगों को अंसा लगता है कि आज हम हमारी अिडस्ट्रीज कर्ज पर चला रहे हैं। यह अच्छी बात नहीं है, लेकिन मैं बताना चाहता हूं कि आज जितने भी बड़े देश हैं अुनका नॅशनल डेट (National Debt) कितना बडा है। जरा आप देखिये तो आपकी मालूम होगा। कर्ज पर अिडस्ट्रीज चलाना कोअी बडी चीज नहीं है। अिस वकस अगर कर्जा लेना भी पडा तो हमें नॅशनल डेव्हलपमंट (National Development) के लिये अुसे लेने में कोअी पसोपेश नहीं करना चाहिये, बल्कि अंसे समय तो कर्जा जरूर लेना चाहिये।

अंक और चीज मैं आपके सामने रखना चाहता हूँ। सब तरफ से यह आवाज श्रुतायी जा रही है कि स्टेट की बड़ी बड़ी अिडस्ट्रीज बंद होती जा रही हैं। लेकिन मैं कहना चाहता हूँ कि कोअी भी बड़ी अिडस्ट्री बंद नहीं हो रही है। जां छोटी छोटी अिडस्ट्रीज पॉलिस अॅवशन के पहले टॉनिक पर चर रही थी वो टॉनिक बंद होते ही अपने आप बंद होने लगी। जो अिडस्ट्रीज बंद हो गयी वह बहुत ही छोटी छोटी थी। जो मारी अिडस्ट्रीज अिस तरह बंद हुअी अुनकी सख्या २५ के करीब है और अभी अभी और दो अिडस्ट्रीज अिस तरह से बंद होगी हैं। अिसतरह कुल मिलाकर अब तादाद कोअी २७ होगी हैं। ये २७ अिडस्ट्रीज बहुत ही छोटी थीं। अुनमेसे कुल मिला कर २००० लेवर्स खाली हुये। जो अिडस्ट्रीज अिमतरह बंद हुअी अुसमें व्हिजिटेबल प्रॉडक्ट (Vegetable Product) यह अिडस्ट्रीज सबसे बड़ी थी। अुसमें २३५ मजदूर काम करते थे। बाकी जो अिडस्ट्रीज थीं वो तो अितनी छोटी थी कि किमीमें ५० किमीमें २०, किमीमें १७, और किसीमें १० अिसतरह से मजदूर अिन अिडस्ट्रीज में काम किया करते थे। हैदराबाद स्टेट में कोअी ७०,००० लेवर्स हैं। अुनमें से सिर्फ कोअी २००० लेवर्स अिन अिडस्ट्रीज के बंद होने से खाली होगये। लेकिन यह चीज भी कोअी बडे क्रेडिट (Credit) की नहीं है। अितना भी अन अॅप्लॉयमेंट नहीं होना चाहिये था यह मैं मानता हूँ। लेकिन हमारी फायनान्सियल कंडिशनस (Financial conditions) की वजह से हम अिन अिडस्ट्रीज को मदद नहीं कर सके। लेकिन यह जो जोर जोर से कहा जाता है कि लाखों मजदूर बकार हो रहे हैं यह गलत है। मैं पूछना चाहता हूँ कि जहां हमारे स्टेट में सिर्फ सत्तर हजार मजदूर हैं, तो अुनमें से लाखों मजदूर कैसे बकार हो सकते हैं? यह मसला जो मजदूर के खाली रहने के बारे में है अिसके लिये लेवर्स अॅक्सपोर्ट कमिटी (Labours Export Committee) भी बिठोअी गयी है ताकि यह मालूम होसके कि अिसे किस तरह हल किया जाय, और जो लेवर्स खाली हुये हैं अुनको कहां और किस तरह अवसार्ब (Absorb) किया जाय।

दूसरा अंक सवाल अलविन मेटल वर्क्स के बारे में पूछा गया था। अलविन मेटल वर्क्स में सिर्फ गव्हर्नमेंट के शेअर्स हैं। यह आय. टी. अॅफ. के तहत नहीं है। अुसका खुद का डायरेक्टर बोर्ड है, और अुस डायरेक्टर बोर्ड के तहत वह अिडस्ट्री चलती है। सब फॅक्टरी का अितजाम पूरी तरह डायरेक्टर बोर्ड के तहत है।

जाज सिमट और असबसट्रॉस अिडस्ट्रीज में कोअी ३००, ४०० वर्क्स काम करते हैं। अुनके बारे में भी सोचने की जरूरत है।

दूसरा अंक सवाल यह किया गया था कि अंक जगह पर यह बताया गया है कि सिमेट की पैदावार अिस साल कम हुअी, और दूसरे जगह बताया गया है कि सिमेट ज्यादा पैदा हुआ है। यह कंसा ही सकता है? मैं अिसको पूरी तरह से तो नहीं देख सका हूँ, लेकिन जहां तक मेरा खियाल है बात अैसी हुअी होगी कि स्टेटमेंट बनाते वक्त तफावत होगी होगी। अंक ने अपना साल फायनान्सियल अियर (Financial Year) लिया होगा, और दूसरे ने अीसवी साल लिया होगा। तो अिस तरह महिने का फरक पडने की वजहसे प्रॉडक्शन फिगर्स (Production Figures) में कुछ हजार टन का फरक हो सकता है जो मैंने फिगर्स हासिल किये हैं वह अिस तरह से हैं। १९५१ में १८,६३१६ टन और सन १९५२ में १८,८७१६ टन सिमेट में पैदा हुआ है। अिसपर से अंदाजा लगा सकते हैं कि अिस अिडस्ट्री का प्रॉडक्शन तशफूबीबख्सा है।

अब मैं हमारे यहां जो डिडस्ट्रीज में पैदावार हो रही है उसका हाल आपके सामने रखना चाहता हूँ। (Pause) कागजात में कुछ गड़बड़ी हो गयी है। वही हाल में माफ़ा चाहता हूँ कि कागजात कहीं अधर अधर लग गये हैं। सिमेंट के बारे में तो मैंने बतला दिया। मैं आपको यह भी बताना देना चाहता हूँ कि कोल प्रॉडक्शन (Coal Production) में प्रोग्रेस (Progress) हुआ है, टेक्स्टाइल में भी प्रोग्रेस हुआ है, और इसी तरह क्वार्टर (Quarter) डिडस्ट्री भी इस वक्त बढ़ रही है। इसमें प्रोग्रेस बहुत ज्यादा हुई है। और आगे भी होने की आशा है, क्योंकि कांच के बनाने में इसकी बहुत जरूरत होती है, इसकी तारीफ़ बाहर भी बहुत हो रही है, और उसको लेने के लिये यहां लोग हमारे पास आ रहे हैं। सब से बड़ी चीज जो फॅक्टरीज के बारे में मैं बताना चाहता था वह यह है कि जब प्रागा टूलस कंपनी आफत में आगयी थी तो उसकी गव्हर्नमेंट ने अपने कब्जे में ले लिया। इस वक्त इस कंपनी ने ड्रिलिंग मशीन (Drilling Machine) और मिलिंग मशीन (Milling Machine) यहां बनायी है। यह अंक बहुत फॅक्ट्री की चीज है कि इस तरह की मशीनें हमारे यहां बनायी जा रही हैं। सारे हिंदुस्तान में यह पहली मशीनें हैं। बल्कि वह कहा जाता है कि अशिया में पहली मशीनें हैं। प्रागा टूलस नुकसान में चल रही थीं लेकिन अब दो साल से मुनाफे में चल रही है। ये दो चार चीजें मैंने याद से आपके सामने रखी हैं। मैं आपको इसके आंकड़े देना चाहता था लेकिन कागजात कहीं अधर अधर चक्कर खा गये हैं। (Laughter)

अब आखरी चीज है। लेबर पॉलिसी के बारे में दो अल्फाज आपके सामने कहना चाहता हूँ। गव्हर्नमेंट की लेबर पॉलिसी क्या होनी चाहिये इसके बारे में गव्हर्नमेंट को कहने का कोई जरूरत नहीं है। जहां तक लेबर को सहूलत दी जा सके वह उनको मुहैया की जाय यही गव्हर्नमेंट की लेबर पॉलिसी होनी चाहिये, और यही है भी सब से ज्यादा और बारबार जो अंतराज किया गया वह रिट्रेंचमेंट (Retrenchment) के बारे में किया गया। अभी थोड़े दिन हुए जब से मैंने चार्ज (Charge) लिया है। मुझे भी अंसा मालूम हो रहा है कि कभी कभी जो रिट्रेंचमेंट होता है वह जस्टिफ़ाबल (Justifiable) नहीं होता, और शायद उसमें विहकती माजीजेसन (Victimisation) भी होता होगा। मैं अभी यह नहीं कह सकता कि अंसा है या नहीं। लेकिन यह जो खियाल है कि लेबर का रिट्रेंचमेंट हो रहा है वह सरासर गलत है। मैंने आंकड़े देकर आपको यह बतलाया कि सारा रिट्रेंचमेंट दो हजार से कम हुआ है। इसका तो प्रॉपगान्डा (Propaganda) के लिये कैपिटल (Capital) बनाया गया है। अलविन कंपनी में क्या हुआ? मैंने कहा था कि १३६ आदमी पुराने जमाने में निकाले गये थे। उस वक्त निकाले गये तो निकाले गये, लेकिन इस वक्त जो ४८ आदमी निकाले गये वे टेंपरेरी सर्विस (Temporary Service) के थे उनको छः महीनें से ज्यादा सर्विस नहीं हुई थी। लेकिन लेबर डिपार्टमेंट ने कौशिस की और बहुत खुशी की बात है कि एम्प्लायर (Employer) ने भी कबूल किया, और बिन ४८ आदमियों को रिइन्स्टेट (Reinstated) किया गया। रिट्रेंचमेंट के बारे में मैंने लेबर डिपार्टमेंट को अंक सर्कुलर (Circular) भी जारी किया है कि अगर कहीं लार्ज स्केल रिट्रेंचमेंट (Large Scale Retrenchment) होनेवाला होता अंसी हर फॅक्टरी को चाहिये कि वह गव्हर्नमेंट को अंक महीना पहले नोटीस दे कि हमारी हालत अंसी अंसी हो गयी है, और हम लोगों को रिट्रेंच करना चाहते हैं। और साथ साथ जिनको निकालना चाहते हैं उनको भी नोटीस देनी पड़ेगी और उस के बाद लेबर डिपार्टमेंट का अंक आदमी,

अंमप्लाजीज (Employees) का अंक आदमी अिन तीनों की अंक कमेटी होगी जो अुस मामले की जांच करेगी और रिट्रेंचमेंट के रीझन्स (Reasons) सही हैं या नहीं अुनको निकालना जरूरी है या नहीं, यह तय करेगी। अुसके तसफियेके मुताबिक कार्रवाही होगी। अगर यहां निर्णय न हो सकातो अिस शमेंक नहीं कि वह मामला बादमें कन्सीलिअेशन प्रोसीडिग्स (Conciliation Proceedings)के लिये लेबर ट्रिब्यूनल (Labour Tribunal)के पास जायगा। लेकिन लेबर डिपार्टमेंट की यह पॉलिसी नहीं है कि जिसको चाहे अुसको रिट्रेंच कर दें। अिसके लिये बहुत स्ट्रिक्ट आर्डर्स (Strict orders) दिये गये हैं कि किन तरीकों पर रिट्रेंचमेंट किया जा सकता है रिट्रेंचमेंट के बारे में मुझे अितना ही कहना है।

लेबर के लिये हाअुसिंग (Housing) का अिन्तजाम तो हमारे आने के पहले से फॅक्ट-रियों में किया जा रहा है। निजामाबाद की शूगर फॅक्टरी देखिये। बाहर के लोगोंने भी हम से कहा कि यहां का अिन्तजाम हम को सब से अच्छा मालूम होता है मैं नहीं कहता कि हर अंक को अच्छा मालूम हो अितना अच्छा है, यह तो होना नामुमकिन है लेकिन बहुत से लोगों ने अुसकी तारीफ की है। अिसी तरह से आजमजाही मिल्स में भी लेबर क्वार्टर्स (Labour Quarters) बनाये गये हैं और दूसरी जगहों पर भी बनाये जायेंगे। पिछला बजट जब पेश किया गया था तब बतलाया गया था कि लेबर हाअुसिंग (Labour Housing) के लिये रेव्हेन्यू से लोन (Loan) लिया गया है, और दो हजार मकानात अिस साल बनाये जायेंगे। गव्हर्नमेंट की लेबर के बारेमें यही पॉलिसी है कि जहां तक हो सके लेबर को सहुलियत दी जाय और अुनके डिसप्यूट (Dispute) का जहां तक हो सके अिक्वीटेबली (Equitably) तस्फिया किया जाय। गव्हर्नमेंट यह कभी नहीं चाहेगी कि अिस तस्फीये में लेबर के लिये कोअी गैरवाजवी फॅसला हो। अिन चंद अल्फाज के साथ मैं अँवान से अदबन अिस्तदुवा करता हूँ कि जो भी कटमोशन्स रखे गये हैं वो अगर वापिस लिये जायेंगे तो मैं बहुत मस्कूर हूंगा।

Mr. Speaker : I shall now put the motions for reduction of grants to vote.

DEMAND NO. 19—SCIENTIFIC DEPARTMENTS—MINES DEPT.

WORKING OF MINES DEPT. IN KARNATAK DISTRICTS

Shri Malkhdoom Mohiuddin : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

1172 20th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

WORKING OF MINES DEPT. IN TELANGANA

Shri S. Ramanatham : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 19 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 30—INDUSTRIES

PROGRESS OF COTTAGE INDUSTRIES

Shri Pendem Vasudev : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAILURE OF THE GOVERNMENT IN PROTECTING THE NIRMAL INDUSTRIES

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Makhdoom Mohiuddin : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 30 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

INDUSTRIAL PROBLEMS IN TELANGANA

Mr. S. Ramanatham : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

TEXTILE INDUSTRY IN MARATHWADA

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FUNCTIONING OF STATE-OWNED INDUSTRIES

Shri Syed Akhtar Hussain : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

FAILURE TO HAVE EFFECTIVE CHECK ON INDUSTRIES

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

GOVERNMENT'S INDUSTRIAL POLICY

Shri K. Ananth Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

PROGRESS OF INDUSTRIAL DEVELOPMENT

Shri Uddhav Rao Patil : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

VARIED INDUSTRIAL POLICY OF GOVERNMENT IN RESPECT OF MAJOR INDUSTRIES AND COTTAGE INDUSTRIES

Shri K. R. Veeraswamy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

IMPLEMENTATION OF SHOPS AND ESTABLISHMENTS ACT

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - سائیس اینڈ اسٹابلسمنٹس ایکٹ کے بارے میں میں نے جو کچھ کہا تھا منسٹر صاحب نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ مبرا کٹ موشن ووٹ کیلئے رکھا جائے۔

Mr. Speaker: The question is :

“That the grant under Demand No. 33 by reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WAGES OF AGRICULTURAL LABOURERS

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اسکا بھی جواب نہیں ملا ہے میں یہ سمجھ کر کہ منسٹر صاحب اسکو بھول گئے ہونگے اپنے کٹ موشن کو وٹہ ڈرا کرتا ہوں۔
شری ونائک راؤ ودیالنگار - اسکے لئے کمیٹی مقرر ہے۔

The motion was by leave of the House, withdrawn.

CONDITION OF TANNERY AND TEXTILE WORKERS

Shri S. Ramanatham: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

GOVERNMENT'S ATTITUDE TOWARDS TRADE UNIONS

Shri K. Ananth Reddy: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

RETRENCHMENT OF INDUSTRIAL WORKERS

Shri Makhdoom Mohiuddin: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF LABOUR DEPARTMENT

Shri Annajirao Gavane: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

General Budget—Demands for Grants 20th March, 1953. 1175

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 38—DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT AND FURTHER EDUCATION

GROWING UNEMPLOYMENT IN NIRMAL TALUQ

Shri Gopidi Ganga Reddy : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT

Shri K. Ananth Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want my cut motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 38 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 52—STATIONERY & PRINTING

INEFFICIENCY OF STATIONERY AND PRINTING DEPT.

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : The question is :

“That the respective sums, not exceeding the amounts shown in the order paper, be granted to the President to complete the sums necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demands Nos. 19, 30, 32, 33, 38 and 52, under the control of the Departments of Commerce & Industries and Labour.”

The Motion was adopted.

As directed by Mr. Speaker, the motions for demands for grants which were adopted by the House are reproduced below—E. D.]

DEMAND NO. 19—MINES DEPARTMENT

“That a sum not exceeding Rs. 1,09,000 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘MINES DEPARTMENT’.”

DEMAND NO. 30—INDUSTRIES

“That a sum not exceeding Rs. 17,29,900 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘INDUSTRIES.’”

DEMAND NO. 32—INSPECTOR OF FACTORIES

“That a sum not exceeding Rs. 1,49,400 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘INSPECTOR OF FACTORIES’.”

DEMAND NO. 33—LABOUR DEPARTMENT

“That a sum not exceeding Rs. 5,76,900 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘LABOUR DEPARTMENT’.”

DEMAND NO. 38—DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT

“That a sum not exceeding Rs. 2,13,800 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of ‘DIRECTORATE OF RESETTLEMENT AND EMPLOYMENT’.”

DEMAND NO. 52—STATIONERY AND PRINTING

“That a sum not exceeding Rs. 82,80,000 be granted to the Rajpramukh to complete the sum necessary to defray the charges which will come in course of payment during

General Budget—Demands for Grants 20th March, 1953. 1177

the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of
'STATIONERY AND PRINTING'."

Mr. Speaker: We now adjourn till 9 a.m. tomorrow.

The House then adjourned till Nine of the Clock on Saturday, the 21st
March, 1953.

